سفرنامۂ قسطنطنیہ

یعنی

میرے روزنامچۂ سیاحت کے چند [redacted]

مشتمل

برحالاتِ سفرِ بحری از اسکندریہ تا بہ قسطنطنیہ

مصنفۂ

عالیجناب الحاج افضل العلما نواب محمد حمید اللہ خانصاحب
سربلند جنگ بہادر ایم-اے کیمبرج یونیورسٹی و بیرسٹر ایٹ لا
لنکنزان

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

فہرست مضامین سفرنامۂ قسطنطنیہ

نمبر صفحہ

نمبر صفحہ

باب چہارم

باب پنجم

	نمبر صفحہ



Al Haj Afzalul Ulema Nawab Sa[illegible] Bahadur
M. Hameedullah Khan M[illegible] Sahib
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈیڈیکیشن

مین اپنے اس ناچیز سفرنامۂ قسطنطنیہ کو اُن جانباز شہدا اور مردانِ راہِ خدا کے نامون پر جنہون نے اپنے ملک و قوم کی عزت رکھنے کی خاطر اپنی عزیز جانین جنگ مین قربان کی ہین اور اسوقت جنکے غم مین اخوت اسلامی کے باعث مسلمانان روئے زمین مغموم اور اندوہگین ہین معنون کرتا ہون۔

الحاج محمد حمید اللہ سربلند جنگ افضل العلمار
ایم - اے (کیمبرج یونیورسٹی) و
بیرسٹرایٹ لا لنکنز ان

سفرنامۂ قسطنطنیہ

یعنی

میرے روزنامچۂ سیاحت کے چند صفحے

مشتمل

برحالات سفر بحری از اسکندریہ تا بہ قسطنطنیہ

مصنفہ

عالیجناب الحاج حضرت مولانا نواب محمد [illegible] خانصاحب
سربلند جنگ بہادر ایم۔ اے۔ ممبر [illegible] وبیرسٹر ایٹ لا
لنکنزان

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

اسکندریہ سے سمرنا تک بحر ...

گر در سفرم توئی رفیق سفرم ور در حضرم
القصہ بہر کجا کہ باشد گزرم جز تو نبود ہیچ پناہ دگرم

۱۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء - ہم مصر کے قدیم اور تاریخی شہر اسکندریہ کو الوداع کہکر خدیویہ میل کے جہاز اسمٰعیلیہ نامی پر سوار ہوئے۔ مسافرون کی تعداد درجہ اول مین تقریباً بارہ تھی مگر درجہ دوم اور سوم مین آدمی بکثرت تھے۔ اتفاق سے آج سمندر مین غیر معمولی تلاطم رہا۔ چنانچہ مسافرون کا تو کیا ذکر خود جہاز کے کپتان اور انجینیر بھی اس بحر ذخار کی متلاطم موجون کے شاکی تھے۔ اور ہمین اس موقع پہ حافظ کا یہہ شعر بار بار یاد آتا تھا ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

غرضکہ اس طوفان موج افزا کے باعث دو روز تک تمام مسافرون کو کھانا پینا مشکل ہوگیا۔ اور ایسے بہت کم اشخاص تھے جو کھانے مین شریک ہوئے ہون۔ آخر کچھہ عرصہ تک اسی حالت مین رہنے کے بعد ہمین کیکسو[۱] اور سکراپینٹ[۲] کی مشہور اور ڈھلوان پہاڑیان اپنی

---

[۱] Caxo. ایک جزیرہ ہے۔

[۲] Scarpent. ایک جزیرہ ہے۔

داہین جانب اور جزیرۂ کریٹ کے پہاڑ باہین طرف نظر آئے۔ ان کے علاوہ بعض ایسے جزیرے بھی ملے جو اپنے کسی نہ کسی تاریخی واقعات اور مذہبی حکایات کے باعث مشہور اور اپنی خوبصورتی۔ خوشنمائی۔ و دلفریبی کیوجہ سے قابل ذکر ہین ان مین سے ہمارے سیدھے ہاتھ کیطرف سینٹورن[1]۔ سیفانو[2]۔ پولی کینڈرو[3]۔ سرفو[4]۔ تھرمیا[5]

[1] - Santoriu. یہہ جزیرہ کریٹ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کی نسبت مشہور ہے کہ اگلے ارگوناٹس Argonauts. نے مٹی کا ایک ڈھیلا پھینکا تھا اس سے یہ بن گیا ہے۔

[2] - Siphuos. یہہ ایک پہاڑیون کا سلسلہ ہے جو جزیرہ کے ساتھہ ساتھہ چلا گیا ہے۔ اس کی سب سے اونچی چوٹی پر سینٹ الیاس کی خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے مشرقی جانب چند گاؤن آباد ہین

[3] - Poly Kandro. اس جزیرہ مین بہت بڑا غار ہے یہان بہت سے طاق بھی زمانۂ قدیم کے بنے ہوئے ہین اور یونانی اور لاطینی زبان کے یہان بہت سے کتبے موجود ہین۔

[4] - Serpho. اس کی نسبت یہہ قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ دانائی اور پرسیس نے یہان سے کچھ لوگ انگلستان بھیجا تھا۔ اور ایک یہہ بھی افسانہ مشہور ہے کہ اس جزیرے کے مینڈک گونگے ہوتے ہین۔ قدیم قصبہ اب کھنڈر ہین۔ لیکن زمانۂ حال کا صرف اس کے قریب ہی آباد ہے۔

[5] Thermia. زمانۂ قدیم مین اس جزیرے کے بندرگاہون کے درمیان پہاڑی پر ایک شہر آباد تھا۔ اب اس کے آثار باقی رہ گئے ہین۔

زیا[۵۱] ماکرونیسی[۵۲] - اور بائین جانب میلو[۵۳] اور سینٹ جارج[۵۴] کے

۵۱ Tzia. یہہ جزیرہ راس نیم Cape Sunium سے تیرہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکی پیداوار
انجیر - شہد - ریشم ہر سال دوسرے ممالک کو بکثرت جاتی ہے - یہان کا پانی بہت خوشگوار ہے -

۵۲ - Macronisi. اسکا قدیم نام ہلینا Helena بھی ہے اسکی نسبت یہہ روایت مشہور ہے کہ
یہان ہیلن Helen. نے جہاز سے اُتر کر قیام کیا تھا - یہہ شاہ قسطنطین کی ماں تھی - اسپر قسطنطیس نے
فریفتہ ہو کر شادی کی تھی - جب تک یہہ اپنے وطن بھینیا Bithynia. مین رہی یہہ بھی اسکے ساتھ وہین
رہنے لگا - لیکن جب یہہ اپنے پایہ تخت مین آیا تو اس نے ملکہ ہلینا کو طلاق دیکر میکسیمین ہرکلیس
Maximilan Hercules. کی لڑکی تھیوڈورا Thendora سے شادی کرلی اور غریب
ہلینا اپنی زندگی عبادت و ریاضت مین بسر کرینگی قسطنطین اپنی ماں کی بڑی عزت کرتا تھا - چنانچہ جب یہ
تخت نشین ہوا ہے تو اس نے سب سے پہلے اپنی ماں ہلینا کو اغسطس کا خطاب دیا تھا - ہلینا نے اسّی سال کی
عمر مین مقدس صلیب کی تحقیقات کرنیکے لیئے ملک شام کا سفر کیا اور وہین اوسکا انتقال ہو گیا - مگر اسکی
نعش روم مین لائی گئی - اسکی جائے پیدائش آیندہ اسکے نام سے مشہور ہو کر ہیلینوپلس شہر ہو گیا -

۵۳ Melos. یہہ جزیرہ بمقابلہ دیگر جزائر کے زیادہ فاصلہ پر مغرب کیطرف واقع ہے
لیکن بادی النظر مین کریٹ سے متصل معلوم ہوتا ہے - ارسطاطالیس اسکا نام ظفر یا لکھتا ہے
یہان گندک کے چشمے اور بعض مقامات پر گرم گندک کے قطعات زائد ہین - یہہ بھی بیان کیا
جاتا ہے کہ اسکے قریب ہی ایک مقام پر سمندر کا پانی گرم کھولتا ہوا ہے - یہان کے باشندے بہت ہی صفائی پسند ہین

۵۴ St. George. مجمع الجزائر کا ایک مشہور جزیرہ ہے -

جزائر تھے۔ تیسرے دن ہمین ملک یونان کا وہ حصہ بھی دکھائی دیا جسکو راس[ف۱] کلونا کہتے ہین
اس کے بعد راس سونیم[ف۲] جسپر مشہور منروا دیبی[ف۳] کے مندر کے ہنوز کچھ نشانات باقی ہین۔ نظر
آئے۔ اب ہمارے جہاز کے مقابل ہمیٹس[ف۴] کی بلند پہاڑی تھی اور قریب ہی جزیرہ پلونا[ف۵] پر لایٹ ہاؤس
(مینارہ روشنی) رہنمائی کے لیئے کھڑا تھا۔ اس وقت ہمارے بائین جانب جزیرہ اجینیا[ف۶] اور
سامنے پہاڑ کی چوٹی پر اہل وینس کا آباد کیا ہوا شہر کومنڈراس[ف۷] ہے اور دامن کوہ مین ہمارے
دائین جانب شہر فالیرم[ف۸] ہے۔ اب یہان سے ہمارا جہاز مُڑا اور اُس کے مُڑتے ہی ہمکو

ف۱ Cape Colona.

ف۲ Cape Sunium.

ف۳ Minerva. اہل یونان کی دیبیون اور دیوتاؤن مین سے یہہ بھی ایک مشہور دیبی ہے۔

ف۴ Hymettus. یہہ پہاڑ نیلگون سنگ مرمر کا ہے شام کیوقت آفتاب کے غروب
ہونے کا سمان اور اُس کی شعاعون کا ارغوانی رنگ جس سے یہہ دشت و جبل منور ہو جاتے ہین۔
نہایت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت آفتاب کی روشنی کا خوشنما رنگ دُنیا کے تمام رنگونکو
مات کرتا ہے اور اس کا نظارہ بہت ہی پُر لطف معلوم ہوتا ہے۔

ف۵ Pleona. ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔

ف۶ Egina. یہہ ایک جزیرہ ہے۔

ف۷ Coumoundouras.

ف۸ Phalerum.

بندرگاہ پائریس[1] اور اوسکا تنگ راستہ نظر آنے لگا۔ بندرگاہ کے بائین طرف خلیج سیلمس[2] ہے اور یہہ وہ مقام ہے جہان دارا گشتاسپ نے کھڑے ہوکر حسرت و یاس سے اپنے جہازون کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہہ جگہ خلیج کریاچن[3] کے دائین جانب واقع ہے ہم بندرگاہ پائریس پر طوفان کیوجہ سے چند گھنٹے بعد پہنچے۔ اور چونکہ ہمین یونان مین دوبارہ آنا تھا اسلیئے یہان نہ اُترے۔ بالآخر تھوڑی دیر توقف کرنیکے بعد ہمارا جہاز لنگرگاہ سے روانہ ہوا۔ جزیرۂ سالاس اور اجینا پر غروب آفتاب کا منظر بہت ہی دلکش تھا۔ اب ہمارے جہاز نے راس کلونا کا چکر لگایا اور ہمین اپنی دائین جانب جزیرہ زیا نظر آیا اور بائین جانب خلیج اٹلانٹا[4] کا راستہ دکھائی دیا۔ اسوقت ہم آبنائے ڈورو[5] مین داخل ہوئے ہین اور اب ہمارے دائین جانب جزیرہ انڈروس[6] اور بائین طرف جزائر نگروپانٹ[7] ہین۔ جزیرہ نگروپانٹ یونان کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اسکے اور یونان کے درمیان ایک آبنائے حائل ہے جس کی چوڑائی تقریباً

۱	Pireus.	یہہ مقام اتینہز کا بندرگاہ ہے۔
۲	Salamis.	یہہ خلیج ہے۔
۳	Kareochin	یہہ خلیج ہے۔
۴	Atalanta.	خلیج اٹلانٹا ایک مشہور خلیج ہے۔
۵	Doro.	یہہ ایک مشہور آبنائے ہے۔
۶	Andros	یہہ ایک مشہور جزیرہ ہے۔
۷	Negroponte	یونان کا سب سے بڑا اور مشہور جزیرہ ہے

تنگر فٹ ہے اور اب اس آبنائے پر ایک پل تعمیر کر دیا گیا ہے۔

دوسرے روز ہم صبح کیوقت جزیرۂ سارا اور جزیرۂ کیوس کے شمالی کنارے کے قریب ہو کر گزرے اور پھر ہم سمرنا کی خوبصورت خلیج مین داخل ہو گئے۔ اسوقت ہمارے جہاز کی رفتار کسیقدر آہستہ ہو گئی ہے۔ اور اب ہمین دور سے خشکی کے آثار دکھائی دے رہے ہین۔ تھوڑی دیر بعد ہمارا جہاز کنارۂ سمندر سے کچھ دور لنگر انداز ہوا۔ تو اب ترکی کا مشہور شہر سمرنا آگیا۔ اور ہم کشتیون مین سوار ہو کر ساحل پر گئے۔ ساتھ ہی اس شہر کی سیر کرنیکا دل مین اشتیاق پیدا ہوا۔

باب دوم

شہر سمرنا کے حالات اور جزیرۂ شیلین تک کا سفر

زمانۂ قدیم کے اس مشہور شہر پر چشم مشتاق نے ایک سرسری نظر ڈالی مگر دور سے ہمین اس کا منظر بہت ہی خوفناک معلوم ہوا۔ اس وقت ہم جدھر نظر اٹھا کر دیکھتے ہین ادھر ہی شہر قدیم کی شکستہ دیوارین بیشمار ٹوٹے پھوٹے مقبرے اور ٹیلے دکھائی دے رہے ہین۔ اس عبرتناک نظارہ کو مشاہدہ کرتے ہی ہمارے دل پر خاص اثر ہوا۔ اور ہمین یہان کے بوسیدہ کھنڈرون نے زبان حال سے اپنی تمام سرگزشت پڑھ سنائی لیکن کچھ دور چلنے کے بعد اور شہر مین داخل ہونیسے قبل ہی یہ منظر نظرون سے غائب ہو گیا۔ چنانچہ ہمین ساحل سمندر کے قریب اہل یورپ کی آبادی نظر آئی اور ٹریم کار چلتی ہوئی دکھائی دی۔

Chios. [illegible] Psara. - [illegible]

سمرنا خلیج حمیدیہ کے اندرونی جانب واقع ہے۔ اور ملک روم کے تمام شہروں مین
اسے خاص امتیاز حاصل ہے اور دوسرے نمبر کا شہر ہے۔ سمرنا کے متصل ہی ایک ایسا
چشمہ روان ہے جسکا علی الدوام جاری رہنا اسبات کو یاد دلاتا ہے کہ یہہ زمانۂ قدیم کا
دریائے میلس[1] ہے جس کے کنارے کے قریب کی زمین سے مشہور شاعر ہومر جو
نظم یونانی کا ماہر تھا اوٹھا تھا۔ اور اسیوجہ سے صوبۂ سمرنا کو اس فصیح البیان نامی گرامی
شاعر کی جائے پیدائیش ہونیکا دعویٰ اور فخر حاصل ہے۔

کہتے ہین کہ اس مشہور شہر کی بنیاد ولادت مسیح سے گیارہ سو برس قبل رکھی گئی تھی
اور یہان صدہا سال تک یونان کے مشہور خاندان لیڈیا[2] کے بادشاہ حکمران رہے ہین مگر
جب سکندر اعظم نے اسے فتح کر لیا تو اس نے شہر سمرنا کو از سر نو موجودہ شہر سے تین میل کے
فاصلہ پر کوہ پیگس[3] پر آباد کیا تھا۔ اور یہہ اس زمانہ مین مقابلۂ سابق کے بہت ہی پر رونق
شہر بن گیا تھا۔

موجودہ زمانہ کے شہر سمرنا کو قدیم شہر سے تین میل کے فاصلہ پر شاہ انٹیگونس[4] اور
لسی میکیس نے اس موقع پر جہان کہ آج وہ ہمارے پیش نظر ہے آباد کیا تھا۔ یہہ جدید شہر

---

[1] Meles. یہہ ایک دریا کا نام ہے۔

[2] Lydia. یونان کا یہہ ایک مشہور خاندان تھا جسمین بہت سے بادشاہ گزرے ہین۔

[3] Mt. Pagus یہہ ایک مشہور پہاڑ ہے۔

[4] Antigonus. and Lysimachus.

رومیون کے عہد مین بہت جلد ترقی کر گیا۔ اور ہیلروپولس کے نام سے مشہور عالم ہوا اُس زمانہ مین شہر سمرنا کی رفیع الشان عمارتین آسمان سے باتین کرتی تھین۔ یہہ علم و فضل کا گھر تھا۔ حکمت کے دفتر یہان کھلے تھے۔ ادبیات کے مدرسے یہان موجود تھے۔ اور دولت کے لحاظ سے شہرۂ آفاق تھا۔ رومیون کے عہد مین مذہب عیسوی کو ابتدا ہی مین یہان سرسبزی حاصل ہوگئی تھی۔ چنانچہ اُس زمانہ مین سینٹ پولی کارپ[۱] سمرنا کا دوسرا بشپ مقرر ہوا تھا جو ۱۵۵ء مین چھیاسی برس کی عمر مین شہید ہوا۔ اسکی قبر ہنوز مقام اسلیڈیم مین زیارتگاہ بنی ہوئی ہے۔

جب رومیون کی سلطنت کو زوال ہوا۔ اور اُن کی حکمت منقسم ہونے لگی تو سمرنا نے اہل شرق کا خیر مقدم کیا۔ چنانچہ ۶۷۱ء مین محمد بن عبداللہ ایک عرب سردار نے اعلائے کلمۃ الحق کیلئے اس شہر پر بحری حملہ کیا۔ لیکن ۹۱۰ء کے کچھہ عرصہ بعد اس پر ایک ترکی افسر نے اپنا قبضہ کرلیا پھر ۱۲۲۵ء مین جان ڈوکس واٹزس[۲] شاہ بزنطائن[۳] نے اسے اپنے تحت تصرف مین لیکر کوہ پگیس پر ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ چودھوین صدی کے آغاز مین جب دولت سلجوقیہ معرض زوال مین آئی ہے تو اُسوقت ملک عضدالدین سردار غزل حصار نے اپنی ایک جداخودمختار سلطنت قایم کرلی اور شہر سمرنا اس کے ظل حمایت

---

۱ St. Polycarp.

۲ John Ducas Vatatzes.

۳ Byzantine.

مین آگیا مگر سنہ ۱۳۴۴ء مین جزیرہ رہوڈس[۱] کے نائٹس نے شہر مذکور کی حکومت کا جُوا اپنے کندھون پر رکھا۔ تین سال بعد ملک عضد الدین کے پوتے ملک عُمر نے نائٹس کو بار حکومت سے سبکدوش کرنیکے لیئے اور اس شہر پر سے اُن کا قبضہ اوٹھا دینے کیغرض سے بہت کچھ فکرین کین۔ ہاتھ پاؤن مارے۔ مگر نتیجہ یہہ نکلا کہ غریب کی جان عزیز بھی ضایع گئی۔ پھر سنہ ۱۴۰۲ء مین تیمور لنگ نے اس شہر پر حملہ کیا اور آخر ایک سخت لڑائی کے بعد یہان کے نائیٹس کو قلعہ سے مار بھگایا۔ تیمور کی واپسی کے بعد سنہ ۱۴۲۴ء تک ملک جنید یہان حکمران رہا۔ جب سلطان مراد ثانی نے ملک عضد الدین کی کل مملکت فتح کر لی تو شہر سمرنا بھی ترکون کے قبضہ مین آگیا۔ انقلاب زمانہ کے بیدرد ہاتھ ہمیشہ سے اس شہر کو تہ و بالا کرتے رہے ہین۔ اور یہہ کبھی ایک حالت پر قایم نہین رہا ہے۔ زلزلون نے اِسے تباہ کیا ہے۔ لڑائیون نے اِسے بگاڑا ہے۔ مگر سخت جان سمرنا اب بھی ایک سربرآوردہ شہر ہے۔ یہان ہمیشہ سے زلزلے خصوصیت کیساتھ آتے رہے ہین۔ چنانچہ سنہ ۱۷۸ء اور سنہ ۱۸۰ء کے درمیان اس شہر مین کئی مرتبہ زلزلے آئے۔ اور قریب تھا کہ یہہ تباہ ہو جائے مگر بادشاہ وقت مارکس[۲] اورلیئس کی کوشش نے اِسے بربادی سے بچا لیا۔ سنہ ۱۶۸۸ء اور سنہ ۱۸۸۰ء کے زلزلے بھی بہت ہی خطرناک اور تباہ کن تھے۔ اور اب بھی کوئی سال ایسا نہین گذرتا ہے جو یہان تھوڑے بہت زلزلے نہ آتے ہون۔ اس لیئے معمارون نے یہانکی عمارت کا طرز ہی بدل دیا ہے یعنی مکانات کی دیوارین پختہ تعمیر کر کے مزید استحکام و حفاظت

---

۱ Rhodes.

۲ Marcus Aurelius

کیغرض سے اندر کیجانب لکڑی کا کام کرتے ہین۔
شہر مین تقریباً چالیس مسجدین ہین۔ مسجد حصار جامع جو بازار مین ہے یہہ سب سے بڑی ہے۔ لیکن یہہ زمانہ حال کی تعمیر کی ہوئی ہے۔
باشندگان شہر کا رجحان تعلیم کیطرف بہت ہے۔ اور یہان رفاہِ عام کیغرض سے جابجا مدرسے قایم ہین۔ مشنری اسکول بھی بہت ہین۔ خاصکر امریکن اور اسکاچ مشن نے لڑکے اور اور لڑکیون کے مدرسہ اپنے اپنے جدا کھول رکھے ہین۔
اسوقت شہر سمرنا کی آبادی تقریباً تین لاکھ کی ہے اور یہہ بلحاظ اپنی آبادی کے مختلف حصون پر منقسم ہے۔ ترک اور یہودی ہنوز اپنے مشرقی طرز پر قایم ہین۔ اور سلے جلے کوہ پگیس کیطرف بستے ہین۔ ارمنی شہر کے مشرقی جانب آباد ہین ۱۸۴۵ء کی آتش زدگی نے اُنکے محلہ کو بالکل فنا کر دیا ہے۔ اور اب رفتہ رفتہ یہان کی عمارتین بہت ہی باقاعدہ بن گئی ہین۔
سینٹ اسٹیفن[۱] کا عظیم الشان گرجا اور آرمینین کیتھیڈرل[۲] کی شاندار عمارتین جو یہان ہین وہ اپنی رفعت اور بلندی کے باعث دور دور تک سے دکھائی دیتی ہین۔ یونانیون کا محلہ فرینک اسٹریٹ[۳] کی شرقی سمت کیقدر بلندی پر واقع ہے۔ یہان سینٹ جان[۴] کا گرجا

۱۔ St Steph[illegible]

۲۔ Armenian Cathedral

۳۔ Frank Street

۴۔ St. John

بھی ہے۔ اس کے متصل ہی ترکون کا ایک محلہ ہے اسے اپا تو محلا کہتے ہین۔ عام راستے یہان کے تنگ ہین۔ سڑکون پر پتھر کا فرش ہے۔ گاڑیون کی یہان کمی نہین۔ ہر وقت مل سکتی ہین۔ بازار بھی متعدد ہین مگر فرینک اسٹریٹ مین بڑی بڑی دکانین ہین۔ ایک دوسرا مشہور بازار استراکو تفے کے قدیم بندرگاہ کا ہے۔ یہان ایک عجیب بات یہہ بھی ہے کہ اجنبی آدمی کیلئے شہر کے بازار خاصی بھول بھلیان ہین۔ ان مین سے بعض مسقف ہین اور بعض کھلے چھوٹے ہین۔ یہان کے سوداگر عجیب و غریب پوشاکین پہنے ہوئے دکانداری کرتے ہین۔ یہہ مختلف زبانین جانتے ہین۔ اور بڑے ہی لسان ہین۔ ہم نے بعض نام یہان ایسے سنے جن سے ہندوستانیون کے کان بالکل ناآشنا ہین۔ مثلاً یہان کے ایک سوداگر کا نام ایچ یحییٰ اکبر جاہ زادی ہے۔ ایک دوسرے شخص کا نام میگالاٹینز نوس ہے۔ یہان اسٹیشن کو سیماانی اور دروازہ کو چورک کاپو کہتے ہین۔

یون تو سمرنا کے قدیم باشندے بہت سی زبانین بولتے ہین۔ مگر اب فرانسیسی زبان اہل سمرنا کی عام زبان ہو گئی ہے۔

اس شہر مین دو ریلوے لائین ہین۔ ایک قسابہ سے دو سو چھیاسٹھ کیلومیٹر کی لائین افیم[۲] کارا حصار تک گئی ہے۔ اس کی ایک اور شاخ بھی نکالی گئی ہے جو ساڑھے چھیانوے میل کی ہے۔

۱۔ Strabo.

۲۔ Afiumkara-Hissar

دوسری ریلوے لائن دو سو چونتیس ۲۳۴ میل کی اودین[۵۱] سے دینیار[۵۲] تک گئی ہے جس سے ایک اور شاخ ساڑھے چھیاسی ۸۶½ میل کی نکلی ہے۔

ہم وادی سینٹ این کے مشہور اسٹیشن پیراڈائز[۵۳] (بہشت) تک ریل میں بیٹھکر گئے۔ ہم نے ڈائنا کے نہایت کا چشمہ بھی دیکھا جو بہت ہی خوشنما ہے۔ اس چشمہ کے قریب سمرنا کی کمپنی آب رسانی نے ۱۸۴۴ء میں خزانہ آب بنایا ہے۔ پہلے اس چشمہ کے پانی سے ایک تالاب بن گیا تھا۔ جہاں کچھ تو پانی بہہ کر اس تالاب میں جمع ہو جاتا تھا اور کچھ حصہ پانی کا یہاں کے باغات کو سیراب کر کے آس پاس کی زمین کو دلدل بنا دیتا تھا۔ اب اس چشمہ کا پانی باشندگان شہر کی پیاس بجھاتا ہے۔ اور اس سے تشنہ دہنوں کے گلوے خشک سیراب ہوتے ہیں۔

ہمنے سمرنا کے مشہور کاروان کے پل کا بھی نظارہ دیکھا۔ یہہ اپنی قدامت کے باعث آج تک شہرہ آفاق ہے۔ رومیوں نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے ایکسو انتیس سال قبل جبکہ صوبہ ایشیا کی ایک بڑی سڑک پرگامس[۵۴] سے اپامیا سی بطوس[۵۵] تک بنائی تھی۔ اسوقت یہہ پل بھی تعمیر کیا تھا۔ گو پل کے اوپر نیچے کی دیواریں جو تعمیر کیگئی ہیں ان کی نسبت گمان ہے کہ

۵۱۔ Aidin. یہہ ایک مشہور قصبہ کا نام ہے

۵۲۔ Dineir یہہ ایک قصبہ کا نام ہے جہاں ریلوے اسٹیشن ہے

۵۳۔ Paradise. یہہ ایک مشہور اسٹیشن ہے

۵۴۔ Pergamos. زمانہ قدیم کا یہہ ایک مشہور مقام ہے

۵۵۔ Apameacibotos. یہہ زمانہ قدیم میں صوبہ ایشیا کا ایک مشہور شہر تھا۔

یہہ پہلی صدی عیسوی کی ہین - پل کاروان کی سیر کرنیسے تمام شہر کا نقشہ آنکھون پھر جاتا ہے - گھوڑا گاڑی مین اگر سیر کرنے کے لیئے جاؤ تو بڑے بڑے بازارون کی سڑکون پر سے جنکا فرش سنگین ہے گزرنا پڑتا ہے - راستہ مین میگالا ٹیورنس[۵۱] پڑتا ہے - شام کیوقت یہان خاص چہل پہل رہتی ہے - اور یہان کا نظارہ نہایت ہی دلفریب معلوم ہوتا ہے - ریل جاری ہونیسے قبل پل سے اترتے ہی اُس مقام پر جہان قافلے ٹھہرا کرتے تھے ایک دلکشا وسیع میدان شاہ شلطنت [illegible] مین بنا دیا گیا تھا یہہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے - اور اس کے مشاہدہ کرنیسے دل کو خاص فرحت حاصل ہوتی ہے -

ہم نے سمرنا کی آثار قدیمہ کو بھی ایک نظر دیکھا جنھین اب گردش دہر رفتہ رفتہ نیست و نابود کرتی جا رہی ہے اور جن کے کھنڈر مرقع عبرت بن گئے ہین -

شہر پناہ کی مستحکم دیوارین جن پر اگلے زمانہ مین خوشنما برج بنے ہوئے تھے - آج وہ اپنی شکستہ حالی کا مرثیہ پڑھ رہی ہین - شہر پناہ کے بڑے بڑے دروازے زمانہ قدیم مین خاص خاص ناموں سے مشہور تھے ان مین سے ایک کا نام بخت نیک گڈ فورچون[۵۲] تھا - مگر اس دروازہ کی خوش قسمتی بدنصیبی سے بدل گئی - اور اب نام ہی نام رہ گیا - دوسرے دروازہ کا نام مبارک سال [illegible] اس کی تقدیر سے [illegible] اور روز [illegible] کیا یا نشان بھی نرہا - یہان

---

۵۱ - یہہ ایک مشہور بازار ہے - Megala Tavernae

۵۲ - یہہ ایک دروازہ کا نام ہے - Good Fortune

۵۳ - یہہ ایک دروازہ کا نام ہے - Happy-Year

رومیون اور یونانیون کے دیوتاؤن کے مندر بھی تھے۔ جہان قدیم زمانہ مین بڑے بڑے ان کے بزرگ ہر وقت یہان ریاضت وعبادت مین مصروف رہتے تھے اور لوگ خوش اعتقادی اور ضعیف المذہبی کے نشہ مین سرشار بتون کی پرستش کو نجات اخروی شب وروز اپنے دیوتاؤن کو خوش کرنیکے لیئے اُن کی حمد و ثنا کے گیت گایا کرتے تھے ان کے علاوہ یہان شاہان روم ویونان کے وہ وہ عالیشان قصر وایوان تھے جو اپنی زیبائش وآرائش کے باعث اُس زمانہ مین بہت ہی قابل جاتے تھے مگر سے

زینہار از دور گیتی وانقلاب روزگار
در خیال کس نہ گشتے کان چنان گردد چنین

اوسوقت کیسکو یہہ خیال بھی نہ آتا تھا کہ ایکدن ایسا بھی آنیوالا ہے کہ یونانیون کی حکمت اور رومیون کی حکومت سب رخصت ہوجائیگی۔ چنانچہ آج ہم دیکھہ رہے ہین کہ وہی مندر جن مین کبھی مقدس گیت گائے جاتے تھے اب وہ مسمار ہوگئے ہین اور اُلّو بول رہے ہین۔ ان کے قلعے اور محلات کھنڈر بن گئے ہین اوران مین اژدہے چر رہے ہین۔

اسوقت حوادثات عالم کے دردانگیز خیالات نے اس درجہ ہمین متاثر کیا کہ بیساختہ ہماری زبان سے یہہ شعر نکلگیا۔ سے

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
چغد نوبت می زند بر گنبد افراسیاب

الغرض مصر کے نام کیساتھہ اس کی یادگار بھی باقی ہے۔ زمانہ قدیم کے وسیع تھیٹر کے

بھی آثار ہین۔ ان کے علاوہ وہ یونانیون اور رومیون کی گذشتہ عظمت کے نشانات کچھ اور بھی موجود
ہین جو ابھی تک اپنے بانیون کے جاہ وجلال کو ثابت کر رہے ہین۔ ہم یہان کی سیر سے فارغ
ہوکر اور دل پر خوشی اور ملال کا اثر لیکر سمرنا سے رخصت ہونیکے لئے پھر ساحل سمندر پر پہنچے۔ اب
روانگی جہاز کا وقت قریب ہے مسافر سوار ہو رہے ہین۔ ہم بھی اپنے کرہ مین جاکر بیٹھ گئے۔ ہمارے
ساتھ رشدی بے چیف انجینیر حجاز ریلوے مسٹر[۵۱] و مسٹر ڈی ڈبلیو میک لینین۔ ایجنٹ
لندن مسٹر[۵۲] و مسٹر ٹنلر آس گڈ ساکن ممالک متحدہ امریکہ۔ اور مسٹر[۵۳] ریان بھی جو اسکندریہ سے
سوار ہوئے تھے۔ اور جن سے ہماری ملاقات راستہ مین ہو گئی تھی۔ سفر کر رہے تھے۔ اب
رات کا وقت ہے اور عجب ہو کا عالم ہے۔ آسمان کے روشن تارے سطح سمندر پر اپنی
مدہم روشنی ڈال رہے ہین اور تارون کی تیز نورانی شعاعین دور دور کے مقامات کے
دکھانے مین ہماری نظر کی رہنمائی کر رہی ہین۔ اسیطرح ہم چند گھنٹے سفر کرنیکے بعد ہم جزیرہ
مٹیلین[۵۴] جسے لباس[۵۵] بھی کہتے ہین۔ پہنچے۔

۵۱۔ Mr and Mrs D.W Maclennan, Agent, London.

۵۲۔ Mr and Mrs Tenele Osgood of America.

۵۳۔ Mr Ryan.

۵۴۔ MityJene.

۵۵۔ Lesbos.

جزیرہ مٹیلین پر ایک اجمالی نظر اور قسطنطنیہ تک بحری سفر

مٹیلین جہاں اسوقت ہمارا جہاز ٹھیرا ہوا ہے یہہ مجمع الجزائر کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اور اسے ہم اپنے کمرہ کی کھڑکی سے دیکھہ رہے ہین۔ اہل جینوا کا مشہور قلعہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اور اس وقت بخوبی نظر آ رہا ہے۔ اس مین شک نہین کہ مٹیلین نہایت خوشنما جزیرہ ہی اور یہہ اپنی قدامت اور نیز تاریخی حیثیت سے ایک قسم کی خاص خصوصیت رکھتا ہے۔

کہتے ہین کہ اسے ایرانیون نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے پانسو چالیس سال قبل فتح کیا تھا مگر چار سَو پانچ سال قبل مسیح اسپر اہل اسپارٹا[1] کا قبضہ ہوگیا۔ اور پھر ولادت مسیح سے ایکسو انتیس ۱۲۹ سال پہلے رومیون کا یہہ ایشیائی صوبہ بن گیا۔ آخر بہت سے انقلابات کے بعد ۱۴۶۲ء مین مٹیلین قطعی طور پر ترکون نے فتح کر لیا۔ اور ان کے مقبوضات مین داخل ہوگیا۔

مٹیلین کی آبادی تقریبًا ایک لاکھہ چالیس ہزار ہے۔ اسوقت ہمارے ساتھہ جواد حسین بے۔ شاکر پاشا۔ توفیق بے۔ رشید بے اور عبد الودود بے سفر کر رہے ہین۔ یہہ سب حضرات سمرنا و مٹیلین سے سوار ہوئے ہین۔ ان سے بھی ہمارا تعارف ہوگیا۔

جب ہمارا جہاز حدود مٹیلین سے باہر نکلگیا تو اسوقت ہمین

[1] Sparta.

آسوس[۵۱] یعنی بہرام کی پہاڑی بھی دکھائی دی۔ کچھ دُور چلکر ہمکو قصبہ لکٹم[۵۲] جسے بابا برنو کہتے ہین دکھائی دیا وہان سے ہمارا جہاز الکزنیڈر[۵۳] ا ٹراوس کی پہاڑی سے گذرا پھر قصبہ ٹینیڈوس[۵۴] اور خلیج بسیکا[۵۵]

---

۵۱ Assos یا بہرام کی پہاڑی یہان کے کہنڈر مشہور ہین۔ بندرگاہ سے اسکی بلندی پر چڑھنا دقت سے خالی نہین۔ اسیوجہ سے اسٹریٹونکس Strattonicus. نے مذاق سے کہا تھا کہ "آسوس پر چڑھو تاکہ جلدی سے تباہی کے زینہ پر پہنچو" یہان سینٹ پال اور لوقا حواری بھی جہاز سے اُترے تھے۔

۵۲ Lectum. یا بابا برنو یہ ایشیاء کا انتہائی مغربی شہر ہے یہان ایک زمانہ قدیم کا قلعہ بھی ہے اور اس کے قریب ہی ایک قصبہ آباد ہے۔

۵۳ Alexandria Troas. یہان رومیون کے عہد کی اکثر شکستہ یادگارین ہین جو قابل دید ہین۔

۵۴ Tenedos. یہہ زمانہ قدیم کا ایک مشہور بحری اسٹیشن ہے۔ قدیم زمانہ کے کھنڈر اور ٹوٹی پھوٹی عمارتین بھی بکثرت ہین۔ یہان زراعت خوب ہوتی ہے۔

۵۵ Besika Bay. یہہ خلیج بحری اسٹیشن ہونے کی وجہ سے مشہور ہوئی ہے۔ چنانچہ ۱۸۵۳ء اور ۱۸۷۷ و ۱۸۷۸ء کی قابل یادگار لڑائیون مین یہان انگریزی و فرانسیسی جہازون کے بیڑے ٹھہرے تھے۔

سے ہوتے ہوئے ہم بحرِ ایجین[1] مین داخل ہوئے اس راستہ مین ہمین قصبہ ینی شہر[2] راس سجین[3] - پیٹروکلس[4] - کوہ اتھس[5] - لیمنوس[6] - ساموتھریس[7] ملے - اب ہم ہیلیس پونٹ کے سب سے زیادہ دلفریب مقام پر سے گذر رہے ہین - ہماری داہنی جانب نغارہ برنو[8] اور اوسس کا قلعہ ہے - یہہ وہ مقام ہے جہان سے شہر ابیدوس[9] کا مقام وقوع بھی نظر آتا ہے - تھریشیا[10] کے رخ پر شہر سیسطوس[11] اور قریب ہی

---

[1] Aegean Sea. یہان کا ہر ایک جزیرہ ہر ایک خلیج بلکہ چپہ چپہ زمین ایسا مشہور ہے کہ ان کا نام مورخین نے تاریخون مین اور شعرا نے اپنی نظمون مین لکھا ہے -

[2] Yeni . Shehr. یہہ ایک مشہور قصبہ کا نام ہے -

[3] Sigean Cape. یہہ ایک مشہور راس ہے -

[4] Patroclus یہہ ایک قصبہ ہے

[5] Mount Athos. یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے

[6] Lemnos. " " "

[7] Samothrace. " " "

[8] Nagara Burnu. یہہ ایک قصبہ ہے جہان قلعہ بنا ہوا ہے -

[9] Abydos ایک مشہور شہر ہے -

[10] Thracia.

[11] Sestos. یہہ ایک شہر ہے -

خلیج[1] اقباشی لیمان واقع ہے اور اس کے اوپر تماینا[2] کا مشہور قلعہ ہے جہان سلیمان اول
نے پہلے پہل حکومت عثمانیہ کا پرچم افق یورپ پر اڑایا تھا۔ اور یہین سے دارا گشتاسپ[3] نے
کشتیون کا پل بناکر ابیڈوس کے نزدیک کے اس راستہ کو جسکی چوڑائی ۱۳۵۰ میٹر ہے
عبور کیا تھا۔ پھر ہمارا جہاز دریائے کاراکو وادیری سے گزر کر قصبہ گیلی پولی[4] پہنچا۔
اب ہم ہیلس پونٹ[5] کے دہانہ کے مشہور مقام ٹرائے[6] سے گذرتے ہوئے

---

[1] Bay of Akbashi Liman. یہ ایک خلیج کا نام ہے

[2] Temeneh.

[3] Xerxes

[4] Gallipoli

گیلی پولی یہ قصبہ دروازہ ڈارڈنیلز کیطرف سمت یورپ واقع ہے اس کی آبادی تقریباً بارہ ہزار ہے۔ یہان بایزید اول نے ایک قلعہ ۱۳۹۱ء مین تعمیر کیا تھا اب بھی اس قلعہ کے آثار معہ ایک قدیم مینار کے موجود ہین۔ یہہ اہل یورپ کا پہلا شہر ہے جسپر عثمان اول نے قبضہ کیا تھا۔ جنگ کریمیا کے موقع پر انگریز اور فرانسیسی اسپر متصرف ہوگئے تھے

[5] Hellespont.

[6] Troy. یہہ ایک بہت ہی وسیع میدان ہے جہان زمانہ قدیم مین متعدد شہر یکے بعد دیگرے اجڑتے اور بستے رہے ہین۔ ان مین سے اکثر کے آثار ہنوز موجود ہین۔ کہتے ہین کہ رومیون کے عہد مین یہانکی بہت سی پہاڑیونکو ہموار کردیا گیا تھا تاہم جسقدر شہر یہان آباد کئے تھے وہ سب ایک کے اوپر ایک تعمیر ہوئے تھے اور انکی فصیلین جدا جدا تہین۔ چھٹے شہر کی فصیل کے آثار اب بھی ہین رومیون کے زین شہر کے کھنڈر کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ہومر کے Homeric لڑائیان جہان ہوئی تہین وہ قطعہ زمین سمندر کے قریب ہے۔ کیا عجب ہے کہ جنگ ٹروجن Trojan کے پُراسرار ہنگامون اور افسانونکا یہی شہر ہو

علی الصباح شہر ڈاردینلز[1] کے قریب سے گذرے - یہان سے جنگی قلعون کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور کوئی جہاز بلا اجازت نامہ حاصل کیئے آگے نہین جا سکتا۔ ہمارا یہہ راستہ بہت ہی لطف کیساتھ گزرا۔ اب ہم جون جون آگے بڑھتے جاتے ہین قسطنطنیہ قریب آتا جاتا ہے اور راستہ کی دلچسپی بھی دمبدم بڑھتی جاتی ہے۔

اسوقت صبح کا سمان بہت ہی پُر بہار ہے۔ آفتاب سمندر کی بیقرار موجون سے آہستہ آہستہ نمودار ہو رہا ہے اور اس کی رنگ برنگ کی شعاعین سطح آب پر پڑکر نظر کو خیرہ کئے دیتی ہین۔

یہان سے ہم بحیرۂ مارمورا[2] مین داخل ہوئے اور جزائر پرنسیس[3] کے مشہور مقامات پروٹی[4]

---

[1] Dardanelles. یہہ شہر ایک ہموار سطح زمین پر آباد ہے۔ اس کی آبادی تقریباً ۱۲۰۰۰ ہے یہان کے مٹی کے برتن اپنی خوشنمائی کے باعث بہت مشہور ہین۔

[2] Sea of Marmora.

[3] Prince's Islands. یہان کی زمین سرخ رنگ کی ہے اس لیئے ترک قزل والار کہتے ہین۔ بزنطین کے عہد مین یہان بہت سے گرجے اور خانقاہین بنی ہوئی تھین۔

[4] Proti یہان رومنیس چہارم Romanus iv - سلطان الپ ارسلان - سے شکست کھانے کے بعد اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک خانقاہ مین قید کر کے رکھا گیا تھا۔ اور یہین ۱۰۷۱ء مین اسکی زندگی کا خاتمہ ہوا۔

انٹی گون[۱] - ہلکی[۲] - پرنکی پو[۳] - پلیٹی[۴] نظر آئے اور فنار باغچہ[۵] اور قصبہ

۵۱ Antigone اسکی چوٹی پر ایک یونانی گرجا ہے۔ میتھوڈیس Methodius جو بعد مین قسطنطنیہ کا اسقف اعظم ہوگیا تھا۔ سات سال تک یہان کے تہہ خانون مین قید رہا تھا اب اس تہہ خانہ پر قصبہ کا گرجا بنا ہوا ہے۔

۵۲ Halki. اس جزیرہ مین تانبے کے کانون کے علامات پائے جاتے ہین۔ یہان بحری کالج اور یونانیون کا مذہبی مدرسہ بھی ہے۔ یہان سر اڈورڈ بارٹن Sir Edward Barton. کی قبر بھی ہے جو ملکہ الزبتھ کے زمانہ مین سفیر بنکر محمد سوم کے دربار مین آیا تھا اسکا سنہ ۱۵۹۷ء مین انتقال ہوا تھا۔

۵۳ Prankipo یہہ سب سے بڑا جزیرہ ہے یہان باغات اور مکانات عمدہ عمدہ بنے ہوئے ہین اور سینٹ جارج وحضرت عیسیٰ کی خانقاہین بھی ہین ان کی بائین جانب وہ مقام بھی ہے جہان سنہ ۸۰۲ء مین ملکہ آئرینی سنہ ۱۰۴۲ء مین زوی Zoe اور سنہ ۱۰۸۱ء مین اینا ڈیلا سینا Anna Dela Sena. قید رہے تھے۔

۵۴ Plate. کو اپنے زمانۂ سفارت قسطنطنیہ مین سر ہنیری بلیور Sir Henry Bulwer نے خریدکر ایک محل بنایا تھا جو اب بالکل تباہ حالت مین ہے بعدازان خدیو مصر کے ہاتھہ اسے فروخت کر دیا تھا۔ اُس وقت سے یہہ اب تک اُن کے خاندان مین چلا آتا ہے۔

۵۵ Fanar Baghcheh. یہہ ملکۂ تھیوڈورا Theodura کی خاص تفریح گاہ اور مکان عشرت تھا۔ اب بھی یہان ترک سیر وتفریح کی غرض سے آیا کرتے ہین۔

قاضی[51] کوئی دکھائی دیتے - یہان سے گزر کر ہمارا جہاز باسفورس[52] مین پہنچا جسے ایشیا کا آبِ شیرین بھی کہتے ہین اور جس کے حسن وخوبی دلچسپی ودلفریبی کا نقشہ اسوقت ہماری آنکھون کے سامنے ہے - اس کے دوسرے کنارے پر سقوطری ہے -

یہان سے ہمارا جہاز اُس مقام پر پہنچا جہان گولڈن[53] ہارن شاخ زرین کی دو شاخین ہو گئی ہین ان مین سے ایک کا نام بندر تجارت اور دوسری کا نام بندر جنگ ہے -

آج ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع کا دن اور شام کا وقت ہے - آفتاب اپنی دن بھر کی مسافت طے کر کے افق مغرب مین غروب ہوا چاہتا ہے اور ہمارا اسٹیمر بھی جلدی جلدی منزل مقصود کو پہنچنے کیلئے شاخ زرین سے گزر کر پیرا کی سمت جا رہا ہے - ہم قریب مغرب ساحل غلطہ پر پہنچے اور یہان ہمارا جہاز لنگر انداز ہوا - اسوقت ہم مسلمانون کے دار الخلافت اور دنیا کے مشہور شہر قسطنطنیہ مین داخل ہوئے ہین جو اپنے قدرتی منظرون - خوبیون اور دلفریب فضاؤن کے باعث عالم مین بے مثل ہے اور ہم جس کے نظارہ کو جہاز سے دیکھتے ہی محو حیرت بنگئے ہین -

---

[51] Kadikeui. یہان یوروپین بکثرت رہتے ہین اور قدیم شہر کیلسی ڈون Chalcedon. کے جنوب مین واقع ہے -

[52] Bosphorus. یہہ قسطنطنیہ کا دریا ہے اسے ایشیا کا آب شیرین بھی کہتے ہین

[53] The Golden Horn. شاخ زرین -



ساحل سمندر سے ہم پیرا پلیس ہوٹل کو روانہ ہوئے - یہہ نہایت ہی عظیم الشان پرتکلف ہوٹل ہے اور عمدہ مقام پر واقع ہے اس کے کمرے شاندار فرنیچر سے آراستہ وپیراستہ ہین اور تمام ضروری ساز و سامان اور اسباب آرایشی سے مزین اور سجے ہوئے ہین - ہم اس ہوٹل کے اوسط درجہ کے کمرہ نمبر ۳۲۸ مین جسکا کرایہ علاوہ اخراجات متفرق کے ۲۰ پیاسٹر[۱] روزآنہ ہے ٹھیرے -

باب سوم

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کا مشہور شہر اور دار الخلافت جسے مسلمانون کے ازیاد رفتہ کارنامون کی زندہ تصویر کہنا سزاوار ہے - نہایت ہی عظمت و شوکت کے ساتھ یورپ کے پہلو مین کھڑا ہوا دنیا کی مہذب قومون کو اپنے دلفریب منظر کا گرویدہ اور اپنی قدیم داستانین سُنا کر اپنے حُسن وخوبی کا والہ و شیدا بنا رہا ہے -

یہہ متعدد بلند پہاڑیون پر آباد ہے اور اس کی دیوارونسے بحر مارمورا اور باسفورس لہرین ماررہے ہین -

قسطنطنیہ کو پولیٹکل لحاظ سے " ایشیائی کی طلائی کلید " کہتے ہین اور بعض نے اس کا نام دنیا کے جھگڑے کی ہڈی بھی رکھا ہے اور سچ رکھا ہے - قدرت نے اس جگہ

---

[۱] Piaster ایک پیاسٹر سوا دو آنہ کلدار کے مساوی ہوتا ہے -

ایک طرز مین کو وہ وہ خوبیان و دلفریبیان عطا کی ہین کہ زمانہ بھر کی قومین اس کے جمال جہان آرا اور حُسن خداداد پر دل سے فریفتہ ہین اور ایک مدت سے دندان از تیز کئے ہوے منہہ کھولے منتظر ہین کہ بغیر چبائے اسے نگل جائین اور اس کے آب شیرین سے پیاس بجھائین - مگر ہیبت سے قدرت نے اس شہر کی حفاظت کا خود بیڑا اُٹھایا ہے اور اس کے وہی دل لُبھانے والے مناظر جو اپنی نظیر آپ ہین اس کے استحکام کے موجب ہوئے ہین اور اسے ہر زمانہ مین دست گلچین سے محفوظ رکھنے کیلئے سدراہ ہوتے رہے ہین واقعی بحالت مجموعی قسطنطنیہ ایک بہت ہی خوشنما شہر ہے اور ہم جسطرف نظر اوٹھاکر دیکھتے ہین اس کے ہر حصۂ شہر کو دلچسپ و بینظیر پاتے ہین -

تاریخی حیثیت سے بھی یہہ ایک قدیم شہر ہے اور پولیٹکل پہلوانون کی زور آزمائی کے لیئے ہر عہد مین یہہ ایک معرکتہ الآرا مقام اور رزمگاہ بنا رہا ہے -

قسطنطنیہ کی نسبت مشہور ہے کہ میگارا[1] کے ایک یونانی سردار نے اسے حضرت عیسیٰ سے چھہ سو برس قبل بسایا تھا اور اسوقت اسکا نام بزنطیم[2] تھا - مگر چھٹی صدی کے آخر مین قبل از مسیح اسپر ایرانیون کا تسلط ہوگیا - لیکن ۴۷۹ قبل از ولادت عیسیٰ جنگ پلیٹیا[3] کے بعد اسپر پھر یونانیون کا قبضہ ہوگیا - اس کے بعد ۱۹۶ء مین رومیون کے

---

[1] Megara.

[2] Byzantium. یہہ قسطنطنیہ کا قدیم نام ہے -

[3] Plataea. یہان زمانہ قدیم مین ایک مشہور لڑائی ہوئی تھی -

بادشاہ سپٹیمس[۵] سیورس نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک قرب وجوار کی وحشی قومین اسے لوٹتی رہین لیکن ۳۲۳ء مین قسطنطین نے اسے اپنے قبضۂ تصرف مین لیکر قدیم شہر کے قریب ہی ایک دوسرا شہر تعمیر کرایا۔ اس زمانہ مین بعض اشخاص اسے روم جدید کہتے تھے اور بعض بانئے شہر کے نام سے اسے موسوم کرتے تھے۔ آخر رفتہ رفتہ یہہ اپنے بانی کے نام سے شہرۂ آفاق ہوگیا اور اسکا نام قسطنطنیہ مشہور ہوا حتی کہ اسی ۳۳۰ء کو یہہ روم کی مملکت مسیحی کا پایۂ تخت قرار پایا۔

اگرچہ قسطنطنیہ کی بنیاد سرزمین یورپ مین رکھی گئی ہین مگر اسکی چشم فسون ساز ہر وقت ایشیا کی جانب ٹکٹکی لگائے ہوئے ہے۔ اسیوجہ سے ہر زمانہ مین یہہ قطعۂ زمین فساد کا گھر ثابت ہوتا رہا ہے۔ زمانۂ قدیم مین اس کی ہمسایہ قومین ایرانی۔ یونانی۔ گاتھ۔ عرب۔ ترک بلغاریین عروس البلاد قسطنطنیہ کی دیوارون کے نیچے بڑی بڑی معرکہ آرائیان کر چکے ہین بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ ہزارہا جانین اس کی رونمائی مین دیکر انہین حملہ کرنیکا صلہ بھی ملگیا ہی اور انہون نے اسے رام بھی کر لیا ہے۔ اگرچہ قسطنطنیہ کو اس زمانہ مین بہت سے حوادثات پیش آئے تاہم یہہ شہر یوماً فیوماً ترقی کرتا گیا اور اس کی رونق دن بدن بڑھتی گئی۔ قدیم شہر بزنطیم اور زمانہ حال کا قسطنطنیہ پانچوین صدی مین تمام دنیا کی تجارت کا مرکز بن گیا تھا۔ اور یہہ اسی زمانہ مین اپنی دولت حشمت اور مقامی شہرت و دلفریبی کے باعث محل خطرہ ہوگیا تھا۔

[۵] Septimius Severus.

اور اغیار اسے ہر وقت چشم طمع سے دیکھتے تھے۔ اسیلئے حفاظت شہر کے خیال سے تھیوڈوسیس[1]
کو اس کی فصیل تعمیر کرانیکی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اسکی کچھ دیوارین تو سنہ ۴۱۳ع مین تیار ہوئین۔
اور اُن کا بقیہ حصہ سنہ ۴۴۷ع مین اختتام کو پہنچا۔ مگر جسٹینین[2] کا عہد حکومت اس کے حق مین
بہت مفید ثابت ہوا۔ اس نے یہان عالیشان عمارتین تعمیر کرائین۔ اور شہر مین آئین جاری
کیئے۔ البتہ ہرکلیس[3] کے زمانہ مین قسطنطنیہ کو ناقابل برداشت مصائب جھیلنے پڑے۔ اور اس
بادشاہ نے بحالت مجبوری کارتھیج[4] کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ مگر تبدیل مقام کرنا ہی تھا کہ یہان
تاریخی واقعات مین بھی انقلاب پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اسی زمانہ مین ریگستان عرب سے فتوحات کا
ایک سیلاب اُٹھا جو ملکون کو ہڑپ کرتا ہوا قسطنطنیہ کی دیوارون سے جا کر ٹکرایا۔ یہہ عربون کا
پہلا حملہ تھا جو سنہ ۶۷۳ع مین اس شہر پر ہوا تھا اور یہہ چار سال تک اسکا محاصرہ کیئے رہے۔ تھے
قریب تھا کہ یہہ شہر فتح ہو جاتا مگر اتفاق سے بچ گیا۔ اس حملہ کے متعلق مسلمان مورخین کا بیان ہے
کہ سنہ ۴۸ ہجری مین جبکہ خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان کا دور حکومت تھا یزید بن ... نے بنظر حصول
ثواب حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بنا پر اول جیش من امتی یغزون مدینة
قیصر مغفور لہم[5] روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا۔ کہتے ہین کہ اس شہر سے نا... مین ...

---

[1] Theodosius. [2] Justinian

[3] Heraclius. [4] Carthage

[5] بخاری، مسلم اور امام احمد بن حنبل نے ام حرام بنت ملحان سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے میری امت کی سب سے پہلی فوج جو قیصر کے شہر پر چڑھائی کریگی۔ اس کے لوگ مغفور ہین۔

خاص آلِ عبا جگر گوشۂ رسول دوسرا نے بھی اپنی مشایعت سے فوج عرب کی عزت افزائی فرمائی تھی۔ اور حضرت رسول مقبول صلعم کے بعض صحابی بھی اس فوج کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ اسی معرکۂ جنگ مین حضرت پیغمبر خدا صلعم کے صحابہ مین سے حضرت ایوب کام بھی آئے تھے۔

دوسرا حملہ عربون کا اس شہر پر ۷۱۸ء مین ہوا ہے خاندان بنی اُمیہ کے مشہور خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے قسطنطنیہ کی فتح کی غرض سے فوج روانہ کی تھی مگر وقت پر کمک نہ پہنچنے کے باعث عرب بے نیل مرام واپس ہوگئے۔ اس زمانہ مین یہان کے بادشاہ لیو اسورین[۱] نے مسلمانون کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام مین بڑی جانفشانی کی اور نئے سے نئے قوانین نافذ کیے اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ قسطنطنیہ پر کئی سو سال تک مسلمانون کا تسلط نہو سکا۔ اس دوران مین بھی مسلمان نچلے نہ بیٹھے اس کے فتح کرنے کے لیئے برابر کوشش کرتے رہے۔ تاہم قسطنطنیہ فتح نہوا۔ عہد حکومت خلفائے عباسیہ مین بھی ۷۸۱ء مین مہدی نے ایک فوج جرار ہارون الرشید کی ماتحتی مین قسطنطنیہ پر بھیجی تھی۔ بہت سی لڑائیان بھی فتح ہوئین۔ خاص شہر قسطنطنیہ پر جو حملہ ہوا اسمین بھی میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ لیکن قیصر روم کی منت سماجت عجز و انکساری پر ہارون الرشید کو رحم و ترس آگیا اور یہہ مسلمانون کے تصرف سے بچگیا۔ اور خود خلیفۂ وقت نے اپنی مہربانی اور عنایات سے صرف باجگزاری کا وعدہ لیکر اس مرحلۂ عظیم کو دوسرون کے لیئے چھوڑ دیا۔ اور اسطرح سے قسطنطنیہ کو کچھہ دن کے لیے پھر امن و عافیت نصیب

---

[۱] Leo the Isaurian.

نصیب ہوئی۔ لیکن جنگ صلیبی کے زمانہ مین ناخواندہ مہمان پیٹر ہرمٹ[۵۱] اور گاڈفری ڈی بولین[۵۲] معہ اپنی ٹاڈی دل فوج کے اس شہر مین آگھسے اور بڑی مشکلون سے یہان سے نکلے اسیطرح چوتھی جنگ صلیبی کے موقعہ پر ۱۲۰۴ء مین کروسیڈرس[۵۳] جوش مذہبی مین سرشار یہان کے بادشاہ کو دبانے اور ستانے کیلیے پھر آدھمکے اور ایکی مرتبہ وہ وہ وحشیانہ کاروائیان کین کہ خدا کی پناہ۔ شہر کا لوٹنا کھسوٹنا جلانا اور تاخت و تاراج کرنا ان کا معمولی کھیل تھا۔ ان مذہبی جوش کے اندھون نے صلیب کے زیر سایہ اس شہر کو تباراج کر دیا۔

پھر ۱۲۶۱ء تک قسطنطنیہ لاطنی حکومت کے زیر اثر رہا مگر میکائیل پیلیولوگس[۵۴] کے ایک معتبر جنرل الیکزئیس اسٹرٹجی گوپولس[۵۵] نے اسے مفتوح کر لیا اور یہ اب پھر یونانیون کے ہاتھہ مین آگیا۔ لیکن لاطنی فتح نے اس کی مشہور آفاق تجارت کو بڑا صدمہ پہنچایا اور وینس[۵۶] پیسا[۵۷] و جنیوا کی تجارت کو اس کے زوال کے بعد خاص اسکے فروغ حاصل ہو گیا۔

[illegible] ان کے دل مین [illegible] سلطنت کا خیال پیدا ہوا۔ اور [illegible] یا [illegible] شاہ [illegible] کی طرف [illegible] کیا [illegible] ۱۳۵۹ء [illegible] کو فتح [illegible] تا شاہ [illegible] جان کنٹاکوزینس[۵۸] [illegible] بیٹی کی [illegible] شادی [illegible] اور [illegible]

۵۱ Peter Hermit — Godfroi Bouillon ۵۲

۵۳ Crusaders. — Michael Palaeologus ۵۴

۵۵ Alexius Strategopulos. — Venice. ۵۶

۵۷ Pisa — Joh. Cantacuzenus. ۵۸

ترکون کے ہاتھ سے اسے بچا لیا۔

قسطنطنیہ جسے دولت کی کان حسن وخوبصورتی کا آفتاب عمدہ موقعہ اور خوشنما منظر کے لحاظ سے دلچسپیون کا گھر کہا جائے تو بجا ہے۔ فی الحقیقت ہے کیا؟ چند ایکڑ زمین ہے مگر قدرت نے اسے وہ مقناطیسی قوت عطا کی ہے کہ اسکی کشش ہمیشہ سے گذشتہ اور آیندہ نسلون کے دلون کو اپنی طرف لبھاتی اور مائل کرتی رہی ہے۔ اسیوجہ سے اگلون کی ناکامیون نے پچھلون کی ہمتون کو کبھی پست نہین کیا یعنی جب کوئی اولوالعزم فرمانروا دنیا مین پیدا ہوا وہ تسخیر قسطنطنیہ کا خیال بھی اپنے ساتھ لیکر آیا خصوصاً مسلمان فرمانرواؤن کے دلون مین غیر معمولی طور پر فتح قسطنطنیہ کا خیال ایک اور وجہ سے بھی تھا۔ یہہ محض خیال نہ تھا بلکہ ایک تمنائے دلی تھی جو حضرت پیغمبر خدا صلعم کے اس ارشاد کے مطابق لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ وَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ جَيْشُهَا پیدا ہو گئی تھی اور وہ اس بات کے آرزومند تھے کہ جسطرح بنے قسطنطنیہ فتح کیا جائے۔ اسی سبب سے بایزید یلدرم نے بڑے جوش وخروش سے اسکا محاصرہ کیا۔ موسیٰ نے اسپر چڑھائی کی۔ مراد ثانی نے اس سے بیحد جرأت وشجاعت دکھائی۔ لیکن یہہ ناقابل تسخیر شہر ان کے ہاتھون مفتوح نہ ہوا۔ غرضیکہ ہر ایک مسلمان فرمانروا کی یہہ جدوجہد خالی نہ گئی اور بالآخر فتح قسطنطنیہ کا سہرا سلطان محمد ثانی کے سر پر باندھا گیا۔

؎ امام احمد نے [illegible] سے اسکی روایت کی ہے۔ آپ نے بشر غنوی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسطنطنیہ فتح کیا جائیگا۔ اور کیا اچھا ہے وہ امیر جو اسکا امیر ہوگا اور کیا اچھی ہے وہ فوج جو اسے فتح کریگی۔

چنانچہ قسطنطنیہ کی وہ مستحکم قدیم دیوارین جو سنہ ۴۱۳ع سے سنہ ۱۴۵۳ع تک اسکی محافظت کرتی رہی تھین انھون نے بھی اس حوصلہ مند حملہ آور بادشاہ کو "خوش آمدید" کہا۔ مورخین کا بیان ہے کہ شہر کا محاصرہ ۶-اپریل سنہ ۱۴۵۳ع کو شروع ہوا تھا اور ۲۹ مئی سنہ ۱۴۵۳ع کو ٹھیک اسوقت جبکہ آفتاب دروازۂ مشرق سے نمودار ہورہا تھا۔ محافظان شہر قسطنطنیہ لشکر سلطانی کو فصیل کے نیچے دیکھکر حیران و ششدر رہگئے اور ایسے حواس باختہ ہوئے کہ فوج شاہی کو جو سیلاب کیطرح شہر کیطرف بڑھ رہی تھی روک نہ سکے اور مدافعت کی تمام تدبیرین بھول گئے اسی اثنا رمین سلطان کے بہادر سپاہی شہر کی دیوارون اور برجون پر چڑھکر سب جگہ پھیل گئے قسطنطنیہ فتح ہوگیا اور اسطرح حضرت پیغمبر خدا صلعم کی پیشینگوئی اور سلطان محمد ثانی کی دلی آرزو پوری ہوئی۔ اس فتح عظیم کی تاریخ کسی شاعر نے یہہ نکالی ؎

رَامَ اَمْرَ الْفَتْحِ قَوْمٌ اَوَّلُوْنَ ۔۔۔ جَازَہُ بِالنَّصْرِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ

امر فتح کی آرزو اگلی قومون نے کی اور فتح کی مراد کو پچھلے پہنچے۔ اس شعر مین لفظ "اخرون" مادۂ تاریخ ہے۔

غرضکہ قسطنطنیہ فتح ہوتے ہی مملکت عثمانیہ کا دارالسلطنت قرار پایا۔ چنانچہ اُسوقت سے آجتک یہہ شہر مسلمانون کی درماندہ قوم کی فتوحات کے خواب پریشان کی تعبیر بنا ہوا ہے اور دنیا مین اپنی فاتح قوم کی عزت کو قایم کیئے ہوئے ہے۔

قسطنطنیہ کے مشہور حصے

بلحاظ تقسیم شہر قسطنطنیہ چار حصون پر منقسم ہے۔

اول اسلام بول ۔ دوم غلطہ ۔ سوم پیرا ۔ چہارم مضافات یعنی وہ حصۂ شہر جو باسفورس کے دونون جانب واقع ہے ۔

اسلام بول

ترکون نے شہر کے اس پہلے حصہ کا نام اسلام بول رکھا ہے ۔ سیاح کے دل پر جہاز سے اس حصۂ شہر کی خوشنمائی و دلفریبی دیکھکر ایک غیر معمولی اثر پڑتا ہے اور اسکا نظارہ دلچسپی سے خالی نہین ہوتا ۔ مگر جہاز سے اُتر کر ساحل سمندر سے دیکھو تو یہہ منظر نظرون سے غائب ہو جاتا ہے اور اس کے بجائے شہر کی تنگ گلیان ناہموار مکانات اور اُن کی اونچی نیچی دیوارین و قبرستان دکھائی دیتے ہین ۔ صرف یہہ گورنمنٹ ترکی کا صدر مقام ہی نہین ہے بلکہ مشرقی گرجے کے مذہبی پیشوا کا جائے قیام بھی ہے ۔ اور اقوام عالم کے مختلف افراد بھی یہین نظر آتے ہین ۔

غلطہ

یہہ شہر کا دوسرا اور قدیم حصہ ہے [illegible] یہہ حضرت عیسیٰ سے تین سو برس پہلے آباد ہوا تھا ۔ زمانہ قدیم مین اس جگہ قوم گلیہ [illegible] آباد تھے اسیوجہ سے اسکا نام گلیٹا ہوگیا اور پھر عربون نے اُسے مصر [illegible] کر [illegible] ۱۲۶۱ع مین اہل جینوا کا قبضہ ہوگیا انہون نے چودھوین صدی [illegible] یونان کی اجازت سے اسکی

چار دیواری تعمیر کرائی

یہان زمانۂ قدیم مین دو مینارین بہت مشہور تھین - ان مین سے ایک مینارۂ زنجیر اور دوسری کا نام مینارۂ صلیب یا مینارۂ عیسیٰ تھا - مینارۂ زنجیر کی شہرت کا اصل سبب یہ تھا کہ اس مینار سے ایک زنجیر اسلام بول تک ڈالدی جاتی تھی - اس سے بندرگاہ قسطنطنیہ کا راستہ بند ہو جاتا تھا - مگر امتداد زمانہ کے باعث اب یہہ منہدم ہو گیا ہے - مینارۂ صلیب جو سنہ ۱۳۴۸ع مین تعمیر ہوا تھا اب یہہ مینارۂ غلطہ کے نام سے مشہور ہے - اور اسکی بلندی پر سے آتشزدگی کی اطلاع پولس کو دیجاتی ہے - قدیم فصیل اور اس کے دروازے جو انیسوین صدی عیسوی تک قایم تھے - اب وہ برائے نام باقی رہ گئے ہین - مگر یہان اب تک اہل جینوا کی عمارتین موجود ہین - عربون نے جب یہان حملے کئے تھے اُس زمانہ کی ایک مسجد بھی ہے جو عربون کی مسجد کے نام سے مشہور ہے - لیکن اسکی موجودہ عمارت تیرھوین صدی کی ہے جبکہ اہل جینوا نے اس مسجد کو گرجا بنا دیا تھا - لیکن ترکون نے اپنی فتح کے بعد اس نئے زمانہ کی مسجد اور اہل جینوا کے گرجا کو شرک کی نجاستون سے پاک کر کے پھر خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا گھر بنا دیا - جب سے یہہ مسلمانون کی عبادتگاہ بنی ہوئی ہے اور انہی کے زیر اہتمام ہے -

غلطہ مین سوداگرون کی کوٹھیان عثمانیہ بنک سفارتخانۂ برطانیہ تار گھر اور ڈاکخانہ قایم ہین - سینٹ بینوئٹ[۱] اور سینٹ پیئر کے گرجے - یہودیون کا معبد اور مدرسے ہین -

---

[۱] St. Benoit.

اور اسکاٹش گرجا بھی یہین ہے۔

پیرا

یہہ تیسرا حصہ ہے جو شہر کے مقابلہ مین شاخ زرین کے بلند کنارے پر واقع ہے
ہم اسی حصہ شہر کے مشہور ہوٹل پیرا پالیس نامی مین مقیم ہوئے ہین - یہان اہل فرنگ بکثرت
رہتے ہین اور دول یورپ کے سفارتخانے بھی یہین ہین - بڑے بڑے ہوٹل اچھے اچھے باغ
اور نامی گرامی تھیٹر اور مدرسے اسی جگہ بنے ہوئے ہین - یہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر حال
قال والے مولویہ درویشون اور مشایخون کا تکیہ بھی ہے - یہان ہر جمعہ کو بعد نماز محفل سماع
ہوتی ہے -

۲۴ جنوری ۱۹۱۰ء ہوٹل مین رات کو ہم نہایت ہی آرام کیساتھ سوئے - علی الصبح بیدار
ہو کر ہم نے نماز پڑھی اور وردو وظایف سے فارغ ہو کر کوک کمپنی کے ایجنٹ سے اپنے
خطوط حاصل کئے ان مین ایک خط لارڈ کرومر کا ۱۰ جنوری ۱۹۱۰ء کا تھا جسکے ساتھ صاحب
ممدوح نے بکمال مہربانی دو اور چٹھیان بھی ملفوف فرمائین تھین - ان مین سے ایک تعارفی
چٹھی موسومہ سر جیرڈ لوتھر سفیر انگلستان متعینہ قسطنطنیہ اور دوسری سر رینل روڈ سفیر اٹلی
متعینہ شہر قدیم روم کے نام کی تھی -

---

۵۱ Lord Cromer F.? G.C.S.I., G.C.M.G etc.

۵۲ His Excellency Sir Gerard Lawther.

۵۳ His Excellency Sir Rennell Rodd.

سہ پہر کو ہم نے سفارتخانہ انگریزی مین جاکر لارڈو کرڈ مر کی چٹھی معہ اپنے کارڈ کے بھیجی۔ سفیر صاحب بہت اخلاق سے ملے اور دیر تک باتین کرتے رہے ان کے بعض دوستون سے میرا تعارف پہلے کا انگلستان مین تھا اس لیے کچھہ اجنبیت نہ معلوم ہوئی۔ کچھہ دن قبل ان کے خاندان مین کسیکا انتقال ہوگیا تھا اسلیئے یہہ سوگ مین تھے۔ سفیر صاحب نے اسی خیال سے اپنے ایک ماتحت افسر مسٹر فٹنز مارلیس[1] سے میرا تعارف کرا دیا اور ان سے فرما دیا کہ جو خواہشین انکی ہون ان مین آپ ان کی پوری مدد کیجیئے۔ اس کے بعد سفیر صاحب موصوف کی اجازت سے مجھے سفارتخانہ کی عالیشان عمارت کی سیر کرائی گئی اور مسٹر فٹنز مارلیس نے وعدہ کیا کہ مین عنقریب پیرا پلیس ہوٹل مین آکر ملون گا۔ اور معززین قسطنطنیہ سے آپ کو ملانیکا انتظام کرونگا۔

سفارتخانہ سے واپس آنیکے بعد ہمنے ہوا خوری کی۔ یہان ہوٹل کے ذریعہ نہایت عمدہ جوڑیان گاڑیان کرایہ پر ملتی ہین جو ہندوستانی عمدہ سے عمدہ خانگی سواریون سے اچھی ہوتی ہین۔

پیرا کی سڑکون پر پتھر کا فرش کیا ہوا ہے اور اکثر مقامات پر اُتار چڑھاؤ زیادہ ہے اسلئے گھوڑون کا ان پر چلانا ہوشیار کوچوان کا کام ہے۔

یہان کی سڑکون پر وسط مین ٹریموی چلتی ہے گاڑیون کی چپقلش اور آدمیون کی کثرت جدا رہتی ہے اس لیئے کوچوانون کو بچ بچا کر نکالنے اور موڑ توڑ پر گذرنے مین بڑی ہوشیاری کرنی

[1] Mr Fitz. Maurice. C. M. G.

پڑتی ہے۔ پیرا کی کشادہ سڑکین مثل یورپ کے شہرون کی سڑکون کے صاف و شفاف رہتی ہین۔ پیرا مین علی العموم متمول اشخاص زیادہ رہتے ہین ہم آج اس حصہ شہر کی تقریباً دو گھنٹے تک سیر کی۔ واقعی یہہ حصہ بہت ہی شاندار ہے اور یہان کے مینوسپل باغ کا داخلہ شام کیوقت بہت ہی پُر لطف اور فرحت بخش ہے۔

شام کو حسب قرارداد مسٹر فیضی بہارلیس میرے پاس تشریف لائے اور چند ممبران پارلیمنٹ سے جو پیرا پیلیس ہوٹل مین ہماری طرح مقیم تھے مجھے ملایا۔ اس ہوٹل مین قہوہ خانہ بھی ہے یہان اور معززلوگ بھی آتے جاتے ہین گویا یہہ ایک قسم کا کلب ہے جہان ہر وقت آدمی جمع رہتے ہین خصوصاً شام کیوقت تو بہت ہی مجمع رہتا ہے۔ اس قہوہ خانہ کی بدولت مجھے یہہ بڑا فایدہ ہوا کہ ایک ہی دن مین میرا تعارف کثیر التعداد اشخاص سے ہوگیا۔

۲۵ جنوری ۱۹۱۰ء صبح کو ہم مسٹر بوٹر سلطانی خیاط کی دُکان پر گئے اور وہان اپنے لیے کچھہ لباس بنوانے کا حکم دیا اور بیگم صاحبہ کیلیے زنانہ لباس کی میڈم بگوئی کی دُکان پر جاکر جسکا تعلق پیرس کی دُکان سے ہے فرمایش کی اور بعض دوسری دوکانون سے ضروری سامان کی خرید و فروخت بھی کی۔

صدر اعظم ترکی سے ملاقات

سہ پہر کو تین بجے سے قبل مسٹر فیضی بہاریس تشریف لائے اور مجھے اپنی گاڑی مین بٹھا کر صدر اعظم حقی پاشا کی دولت سرا پر لیگئے۔ اور ٹھیک تین بجے وقت مقررہ پر مجھے ان سے ملایا۔ حقی پاشا ایک عالم ہین پہلے یہہ پروفیسر تھے اور اب وزیر اعظم ہوگئے ہین

نہایت سادہ انگریزی لباس اور ترکی ٹوپی پہنتے ہیں یہ زبان انگریزی میں فصاحت کیساتھ مجھسے
گفتگو کرتے رہے اور ہندوستان مصر اور انگلستان کا تذکرہ ہوتا رہا۔ میرے سفر حج کا
حال بھی دریافت فرماتے رہے - ان سے رخصت ہونے کے بعد ہم جناب ممدوح کے
بعض معتقدین اور ایڈی سی وغیرہ سے بھی جو اسوقت موجود تھے ملے اس کے بعد شہر کی سیر
کرتے ہوئے ہوٹل واپس آئے مسٹر فلٹز مارلیس نے میرے ساتھ چا نوش فرمائی اور
کچھ دیر بات چیت کرکے بوعدہ ملاقات آیندہ تشریف لے گئے ۔

شام کو پھر ہم نے شہر پیرا کی مختلف حصوں کی سیر کی - اور ہوٹل میں بہت سے
معززین سے تعارف حاصل کیا -

۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء | صبح ہم حسب معمول نماز اور دیگر ضرورتوں سے فارغ ہوکر بازار گئے
اور بہت سا وقت خرید اشیا میں صرف کیا صفی الدین بیگ صاحب جن سے پرسوں تعارف
ہوچکا تھا۔ بڑے خلیق اور مہمان نواز ہیں - اُنہوں نے جمعہ کی شب کو زنانہ دعوت
(ڈنر) کا پیغام بھیجا اور ہم نے شکریہ کیساتھ منظور کیا۔ اسیطرح حمادہ پاشا وزیر اوقاف نے
بھی ہمیں چار کی دعوت ہفتۂ آیندہ کو دی۔ سہ پہر کو ہم نے چہر بازار وغیرہ دیکھے

باب چہارم

مساجد قسطنطنیہ

۲۷ جنوری ۱۹۱۲ء آج ہمنے شہر قسطنطنیہ کی مساجد دیکھین۔ شہر قسطنطنیہ سات پہاڑیون پر آباد ہے اور ہر پہاڑی کی چوٹی پر ایک ایک شاہی مسجد تعمیر کی گئی ہے نیلے آسمان کے نیچے یہہ سفید عمارتین بہت دلفریب معلوم ہوتی ہین جنکے باعث شہر کی خوبصورتی دوبالا ہو جاتی ہے۔ اکثر مساجد ایک ہی نمونہ کی ہین فرق اتنا ہے۔ کہ شاہی مساجد مین سنگ مرمر اور قیمتی پتھر استعمال کئے گئے ہین۔ اور چھوٹی مسجدین چونہ گچی کی ہین۔ مگر ان کی سفیدی بھی آنکھون کو خیرہ کر دیتی ہے۔

چھوٹی سے لیکر بڑی مسجد تک ہر ایک مین مینار ہین۔ لیکن کسی مسجد مین ایک سے کم اور چھہ سے زیادہ نہین ہین۔ ہر ایک کے گرد چار دیواری ہے۔ اسکے باہر صحن اور باغ ہوتا ہے۔ اور عموماً باغ مین بانی مسجد کی تربت ہوتی ہے۔ بالعموم ہر مسجد کے ساتھہ ایک عام مدرسہ یا دینی درسگاہ اور کچھ وقف کی ہوئی عمارتین ہوتی ہین۔ بعض بڑی مسجدون مین لنگر خانے کتب خانہ اور حمام بھی ہوتے ہین۔ بعض بعض مساجد کے ساتھہ مسافرون کے قیام کے لئے سرائین بھی ہین۔ اس تفصیل سے مساجد کی وسعت اور شان معلوم ہو سکتی ہے

مسجد ایا صوفیا

زمانۂ قدیم مین یہہ مسجد سینٹ صوفیا کی گرجا تھی اس کی تعمیر شہنشاہ کانسٹن ٹائن اور اسکے جانشین کانسٹن ٹئیس نے کی تھی سنہ ۴۰۴ء کی آتشزدگی سے اس کو بہت نقصان پہنچا جس کی کچھہ مرمت کرائی گئی سنہ ۵۳۲ء کی خانہ جنگیون نے اس کو بالکل تباہ کر دیا۔ آخر کار سنہ ۵۳۲ عیسوی مین جسٹینین شہنشاہ قسطنطنیہ نے پانچ برس کے عرصہ مین اس کو نئے سرے سے تعمیر کرایا۔ جس مین زمانہ حال تک بہت کم تغیر و تبدل ہوا ہے ۲۹ مئی سنہ ۱۴۵۳ء کو سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کرکے نماز مغرب یہان ادا کی اور اُس روز سے یہہ کلیسا مسجد بن گیا۔

اس کا بیرونی روکار بالکل سادہ ہے۔ مسجد کے نیچے کھڑے ہوکر اس کا بڑا گنبد اور دونون جانب کے نیم گنبد بہ مشکل دکھائی دیتے ہین اس کے بیرونی مکانات مین حمام اور دوکانین ہین جس مین کسی قسم کی رنگ آمیزی یا پچی کاری بالکل نہین ہے بانی کلیسا کا ارادہ تھا کہ اس کے بیرونی حصہ پر سنگ مرمر لگا کر اس مین گل و بوٹے کی پچی کاری سے آراستہ کرے مگر کسی وجہہ سے وہ اپنے ارادہ کی تکمیل نہ کر سکا۔

مسجد کے مغربی پہلو مین پانچ دروازے ہین۔ ان سے گزر کر ایک وسیع دالان جسکی لمبائی ۲۰۵ فٹ اور چوڑائی ۳۰ فٹ ہے ملتا ہے۔ اُس دالان کا فرش سنگ مرمر کا ہے دیوارین اور محرابین بھی مرمر کی ہین جن پر خوبصورت گلکاری کی ہوئی ہے۔ اس دالان کے نو دروازے ہین۔ ان سے آگے بڑھکر مسجد کا وہ بڑا حصہ ملتا ہے

جسپر گنبد ہے ان نو دروازون مین جو وسطی دروازہ سب سے بلند ہے اُسکو
شاہی دروازہ کہتے ہین۔

مسجد کے وسطی کمرہ کا طول ۲۵۰ فٹ اور عرض ۱۱۰ فٹ ہے اس کمرہ کے
چارون جانب گیلریان اور غلام گردشین ہین۔ جن کی وجہ سے کل کمرہ کا عرض ۲۲۵
فٹ ہوجاتا ہے ۱۸۹۴ء کے زلزلہ مین اس کا گنبد گر پڑا تھا جس کے تھوڑے عرصہ مین
دوسرا گنبد تیار ہوگیا۔ جو اتبک باقی ہے اس گنبد کی بلندی ۱۷۹ فٹ اور دورہ ۱۰۸
فٹ ہے۔

وسطی گنبد اور چارون کونون کے نیم گنبد آٹھ زبردست ستونون پر قایم ہین۔
ان مین سے نیچے کے محرابون کے سنگ سماق کے چار ستونون کی بابت کہا جاتا ہے
کہ یہہ پہلے ڈائنا کے مندر واقع یوناسس مین لگے ہوئے تھے درمیانی ایوان کے
چارون کونے سرخ رنگ کے سنگ سماق کے ستونون پر قایم ہین۔ یہہ ستون بعلبک
کے بڑے مندر کی یادگار ہین۔ گیلری کے ستون وسطی ستونون سے ذرا چھوٹے ہین
یہہ سب ایک نمونہ کے ہین اور سبز رنگ کے کسی پتھر سے ایک ڈال کے ترشے
ہوئے ہین۔ تمام اندرونی حصہ مسجد مین سنگ مرمر کی تختیان لگی ہوئی ہین۔
جنمین سے بعض پر پچی کاری کے کچھ نشانات باقی رہ گئے ہین۔ مسجد کا تمام اندرونی
فرش سنگ مرمر کا ہے۔

کہتے ہین کہ دیوارین اور گنبد کسی وقت سرتاپا بیل بوٹون اور تصاویر سے آراستہ تھے

مگر چار بڑے فرشتون یعنے حضرت جبرئیل میکائیل اسرافیل اور عزرائیل کی قدیم تصاویر کے سواے جو گنبد کے نیچے بنی ہوئی ہین اور جن کو ایسا تبدیل کر دیا گیا ہے کہ تصاویر نہین رہین۔ کل باقی نقش و نگار یا ضایع ہوگئے یا اُن پر چونا پھیر دیا گیا۔

چونکہ اس کلیسا کا رخ بیت المقدس کی جانب تھا اس لئے مسجد بنانے مین یہہ وقت پیش آئی کہ قبلہ جو بیت المقدس سے کسی قدر جنوب رویہ ہے مشرقی دیوار کے عین وسط مین نہ آسکا۔ اس لئے اب مصلّے دیوار کے محاذی نہین بچھائے جاتے۔ مشرقی دیوار کے قریب ہی ایک ستون پر ایک ہاتھہ کا سرخ نشان ہے اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ سلطان محمد ثانی جب قتل و غارت سے واپس آکر مسجد مین نماز پڑہنے گئے تو اُن کے ہاتھہ کا نشان جو خون مین ڈوبا ہوا تھا یہان لگ گیا لیکن یہہ معتبر روایت نہین معلوم ہوتی۔ گیلری مین ایک بند دروازہ ہے جس کے متعلق عیسائی بیان کرتے ہین کہ فتح قسطنطنیہ کے وقت جو اسقف نماز پڑہ رہا تھا خوف سے انجیل ایکر بھاگا اور اس دروازہ مین گھس گیا۔ اسوقت سے یہہ دروازہ بند ہے جب کبھی کوئی عیسائی قوم قسطنطنیہ فتح کرے گی اسوقت وہ اسقف باہر نکلکر اپنی نماز ختم کریگا۔ شرقی دیوار کے دائین پہلو مین جو ہے اور اسکے مقابل مین سلطان اعظم کی نشستگاہ ممبر کے برابر دائین جانب موٹے حرفون سے اللہ اور بائین طرف محمد لکھا ہوا ہے۔ اسی قسم کی تختیان چارون طرف لگی ہوئی ہین جن مین خلفاء راشدین اور حضرت امام حسن ؑ و حضرت امام حسین ؑ کے نام لکھے ہوئے ہین۔

اس مسجد کے جنوبی مشرقی مینار کو سلطان محمد ثانی نے بنایا تھا۔ شمال مشرقی مینار سلطان سلیم ثانی کی یادگار ہے۔ اور مسجد کے صحن میں اس سلطان کی تربت بھی ہے۔ جنوب مغربی اور شمال [illegible] سلطان مراد ثانی کے زمانہ میں تعمیر ہوئے ہیں یہہ سلطان بھی صحن مسجد میں مدفون ہے۔

غیر مسلم بھی دور دور سے [illegible] دیکھنے آتے ہیں۔

ایا صوفیا کی پوری کیفیت جمعہ کی نماز کے وقت دکھائی دیتی ہے مصلیوں کی [illegible] صفین [illegible] ہونے کی [illegible] سے کسیقدر ترچھی رخ ہوتی ہین یہہ وہ موقعہ ہوتا [illegible] ہے [illegible] دل کانپ جاتے ہین۔ اور امیر و غریب کو دوش [illegible] نماز پڑھتے ہوتے [illegible] ہے اس کا بیان مشکل ہے مسز میکلس[لہ] نے بھی یہہ دلچسپ [illegible] ہے اس لیئے وہان کا بیان اُن کے الفاظ مین خالی از لطف نہ ہوگا۔ نماز شروع ہوگئی اور [illegible] نے بلند چبوترہ پر کھڑے ہو کر قرآن شریف کی [illegible] مصری لہجہ اور [illegible] آواز مین آغاز کی۔ نمازیون کو صف بستہ استادہ اور پھر [illegible] ایک ساتھہ [illegible] قیام مین جاتے ہوئے دیکھکر دل مین ایکعجیب جوش [illegible] تھی بالآخر خطیب نے [illegible] پر چڑھکر منھہ [illegible] کی طرف [illegible] خلیفۂ وقت [illegible] اور [illegible] دعا مانگ کر خطبہ تیرا [illegible] پھر [illegible] کی [illegible] کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے) اسکے بعد نماز ختم ہوگئی

لہ Mrs [illegible] Weller

اور وہ سب جلد جلد مگر چپ چاپ مسجد سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ لکھتی ہیں۔ ہماری گرجاؤں کی طرح نمازیوں کی توجہ کو مائل کرنیکے لئے یہاں کوئی موسیقی ساز پھولوں کے ہار یا بیشمار پادری نہ تھے۔ بلکہ سب کچھ نہایت ہی سیدھا سادھا کمال پُر اثر تھا اور دیکھنے والوں کو پورا پورا یقین ہو جاتا تھا کہ جو لوگ شریک عبادت ہیں وہ کسی رسم کی پابندی کی تکمیل نہیں کرتے۔ بلکہ فی الواقع خالق ارض و سما کی عبادت و پرستش سمجھکر ادا کر رہے ہیں۔

مسجد ایوب

سنہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے مسجد ایوب کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہہ صحابی سنہ ۶۷۲ء میں یزید بن معاویہ کے پا بر کاب ہو کر عیسائیوں سے معرکہ آرا ہوئے اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب شہید ہوئے تھے۔ مرتے وقت آپنے فرمایا تہا کہ کوئی مسلمان بادشاہ قسطنطنیہ کو فتح کر کے میری تربت کی قدر و منزلت کریگا۔ چنانچہ اسی بنا پر سلطان محمد نے بعد فتح شیخ شمس الدین علیہ الرحمۃ سے حضرت ایوب انصاری کے مزار کی بابت دریافت کیا۔ اور ان کی بتائی ہوئی جگہہ پر کہود دینے سے اُن کے مدفن کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ اسی مقام پر یہہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کے مکمل ہو جانیکے بعد شیخ نے اپنے دست مبارک سے ایک تلوار سلطان کی کمر سے باندھی۔ اس لیے آجتک یہہ رسم روم میں جاری ہے۔ اور اسی مسجد میں ہر نئے سلطان کی کمر سے حال و قال والے درویشوں کا پیر اپنے ہاتھہ سے تلوار باندھتا ہے۔ ہمنے موجودہ سجادہ نشین صاحب سے نیاز حاصل کیا۔

مسجد کے قریب والے قبرستان مین دفن ہونا بہت متبرک سمجھا جاتا ہے اس مسجد مین کوئی عیسائی قدم نہین رکھ سکتا۔ مین نے عشا کی نماز اسی مسجد مین ادا کی۔ اور ترحیم مین شریک ہوا

مسجد سلطان محمد فاتح

یہہ مسجد اس جگہہ تعمیر ہوئی ہے۔ جہان کسی زمانہ مین حواریون کا کلیسا تھا مگر استداد زمانہ اور اقوام وحشیون کے حملون کے باعث یہہ کلیسا بالکل تباہ و برباد ہو گیا تھا سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ کے ایک عیسائی معمار کے ہاتھہ مین اس کی تعمیر کا کام سپرد کیا۔ اور اسکو رقم کی طرف سے بالکل مطمئن کر کے حکم دیا کہ ایک ایسی مسجد تیار کرے کہ اس کا جواب روئے زمین پر نہ مل سکے سنہ ۱۷۶۳ء کے زلزلے مین یہہ مسجد شہید ہو گئی۔ اس لئے اس کی عظمت اور خوبصورتی کا اندازہ نہین کیا جا سکتا۔ بعد ازان یہہ مسجد نئے سرے سے بنائی گئی۔ لیکن قدیم مسجد اور موجودہ مسجد مین کوئی مناسبت نہین کیونکہ وہ یونانی طرز کی تھی اور یہہ اطالیہ کے نمونہ کی ہے جسکی وضع اٹھارہوین صدی کی عمارتون سے بہت ملتی جلتی ہے پھر بھی ایا صوفیا کی بہت شباہت اس مین پائی جاتی ہے روم کی مسجدون کا کم و بیش وہی نمونہ رکھا جاتا ہے جو شہر کی شاہی مسجد ایا صوفیا کا ہے۔

مسجد کے باغ مین سلطان محمد ثانی کی تربت ہے۔ اس مسجد کا صحن بہت وسیع ہے دریچون کے تمام شیشے سفید اور چونہ گچی کی سفید دیوارین ہین۔ اس سادگی اور یکرنگی کی وجہہ سے آنکھون مین چکا چوند آجاتی ہے مسجد کے بیرونی حوض بہت بڑے بڑے ہین۔

مسجد بایزید

اس مسجد کو سلطان بایزید نے اپنے عہد حکومت سنہ ۱۴۸۱ء لغایت سنہ ۱۵۱۲ء میں
تعمیر کرایا تھا۔ اس کو کبوتروں کی مسجد بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں سیکڑوں کبوتر رہتے ہیں
جن کو لوگ دانہ پانی ڈالتے رہتے ہیں۔ روایت ہے کہ سلطان بایزید نے ایک جوڑا کسی
غریب بڑھیا سے خرید کر اس مسجد کی نذر کیا تھا۔ اور یہ کل کبوتر اس جوڑے کی نسل میں
سے ہیں۔

یہ مسجد سنگ سفید کی ہے اپنی نزاکت و خوبی کے سبب سے بے مثل ہے میں واقع ہے۔ اسکی طرز
تعمیر عربی ہے صحن کشادہ اور وسط صحن میں ایک چشمہ صاف جاری ہے۔ اسکے ستون
ایک ڈال کے ہیں مگر تمام ستونوں کا رنگ جدا جدا ہے۔ کوئی سبز رنگ کا ہے کوئی سرخ رنگ
سنگ مرمر کا ہے تو کوئی سنگ موسیٰ کا۔ اس میں جا بجا سرو اور شمشاد کے درخت لگے ہوئے
ہیں۔ یہ مسجد ایسی متبرک خیال کی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اشرفیوں کی تھیلی بھی یہاں
چھوڑ جائے تو اسکو اپنی جگہ سے کوئی نہیں اٹھاتا۔ تجار عموماً اس مسجد کے صحن میں
آکر قیام کرتے ہیں۔ مسجد کے متصل سلطان بایزید کا مزار ہے۔

مسجد سلطان سلیم اول

اس مسجد کو سلطان سلیمان اعظم نے اپنے والد سلطان سلیم اول کی یادگار میں
تعمیر کرایا تھا۔ یہی وہ بادشاہ تھا جسکے زمانہ میں (سنہ ۱۵۱۲ء سے سنہ ۱۵۲۰ء) کردستان۔ شام مصر
عرب سلطنت روم میں داخل ہوئے۔ اور اسی زمانہ سے سلاطین روم کا لقب خادم الحرمین
الشریفین قرار پایا۔

... یہ ... بہت مختصر اور بہت ہی سادی ہے مگر کہا جاتا ہے کہ اس کا گنبد تمام قسطنطنیہ ... سب سے بڑا ہے اس ... کے ... میں سلطان سلیم اول اور سلطان ... کی قبر ... ہیں۔

... چبوترہ پر سے تمام شہر دکھائی دیتا ہے اس کے جنوب مغربی پہلو پر زمانہ قدیم کا ... حوض ہے جس کا ہر پہلو تقریباً ۰۰ ۵ فٹ ہے۔

مسجد شاہزادہ

... سلطان سلیمان اعظم نے یہہ مسجد ۱۵۴۳ء میں اپنے شیر خوار فرزند محمد کی یادگار میں بنائی تھی۔ یہہ شاہزادہ کمسنی ہی میں فوت ہوکر اس مسجد کے صحن میں دفن ہوا۔ اس کے ... سلطان سلیمان کے دوسرے بیٹے جہانگیر کی تربت ہے۔ شاہزادہ مصطفی کا ... کی ترغیب اور سلطان سلیمان کے حکم سے عین دربار میں گھونٹا گیا شاہزادہ جہانگیر بھی دربار میں موجود تھا۔ وہ اپنے مقتول بھائی کی نعش سے لپٹ گیا۔ جب ... معلوم ہوا کہ اس کی روح پرواز کرچکی تھی۔ آخر کار اُس کو بھی بھائی کے ... دی۔

... قبروں ... نی وضع کی پچی کاری کی ہوئی ہے۔ یہہ مسجد سنان ... (جو ... میں استاد زمانہ شمار کیا جاتا تہا) کی بنائی ہوئی ہے۔ گر اسی انجنیر کی بنائی ہوئی دوسری مسجد سے جس کو جامع سلیمانیہ کہتے ہیں، اس مسجد کو کوئی مناسبت ... مسجد سے جو مسقف راستہ مقبرہ کو گیا ہے اس پر چینی کا کام کیا ہوا ہے یہہ عمارت

بہت اچھی حالت مین ہے اور اس کی پوری نگہداشت کی جاتی ہے۔

مسجد سلیمانیہ

اس مسجد کی بنیاد سلطان سلیمان اعظم نے سنہ ۱۵۵۰ء مین ڈالی۔ اور سنہ ۱۵۵۶ء مین سنان پاشا کی کوشش سے یہہ مسجد تکمیل کو پہنچی۔ فن معماری مین اس انجنیر کے مقابلہ کا کوئی ترک آج تک پیدا نہین ہوا۔ یہہ مسجد قسطنطنیہ کی دوسری مساجد سے خوبصورتی مین بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے کے صحن کا طول ۱۹۰ فٹ اور عرض ۱۵۰ فٹ ہے صحن کے گرد مسقف محرابین ہین۔ جن کے ستون سنگ مرمر اور سنگ خارا کے ہین۔ ہر محراب کے اوپر ایک ایک گنبد بنا ہوا ہے۔

خود مسجد کا طول ۲۲۵ فٹ اور عرض ۲۰۵ فٹ ہے۔ اس کا گنبد سنگ سرخ کے ایک ڈال چار ستونون پر قایم ہے۔ دیوارین مختلف رنگون کے مرمر کی ہین۔ محراب ممبر اور جالی دار پردہ جو سلطان کی نماز پڑھنے کی جگہہ کے گرد لگا ہوا ہے وہ سنگ مرمر کا ہے اور اُسپر کمال نفاست نزاکت اور لطافت سے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین"۔ اس مسجد کا گنبد اندر کی جانب سے ۱۵۶ فٹ بلند ہے اور اوس کا دور ۸۶ فٹ ہے۔ ظاہراً شان و شوکت مین یہہ گنبد ایا صوفیا کے گنبد سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے یہہ بالکل صحیح ہے کہ فن تعمیر کے لحاظ سے یہہ مسجد ایاصوفیا سے کہین بہتر ہے۔ اس کی طرز۔ اس کا تناسب اس کی شان ایاصوفیا کو

نظروں سے گرا دیتی ہے مگر جو اثر ایا صوفیا کے دیکھنے سے دل پر پڑتا ہے ویسا یہاں بالکل نہیں پڑتا۔

مسجد کا اندرونی حصہ رنگین شیشوں اور ایرانی وضع کے بیل بوٹوں سے مزین ہے۔

سلطان سلیم اعظم کی تربت اس مسجد کے صحن میں بنی ہوئی ہے۔ خود قبر پر اعلیٰ درجہ کی دستکاری کے نمونہ نظر آتے ہیں۔ قریب ہی ملکہ روشنک کی قبر ہے۔ یہ ملکہ روسی نژاد تھی اور قید ہو کر سلیمان اعظم کے دربار میں آئی تھی۔ بعد ازاں حرم میں داخل ہو کر اس نے وہ زور پکڑا کہ اپنے سوتیلے بیٹے مصطفیٰ کو خود اس کے باپ سے کہکر مروا ڈالا۔ ملکہ روشنک کا بیٹا جہانگیر مصطفیٰ کی نعش سے لپٹ کر سرد ہو گیا۔ ملکہ کا دوسرا بیٹا محمد عالم کمسنی میں مر گیا۔ آخر کار اس کا سب سے بڑا لڑکا سلطان سلیم کا لقب اختیار کر کے سلطان سلیمان اعظم کے بعد تخت نشین ہوا۔ انھیں جھگڑوں میں ملکہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور وہ اپنے خاوند سلطان سلیم کے پہلو میں دفن ہوئی۔

جامع احمدیہ

اس مسجد کو سلطان احمد اول نے ۱۶۱۰ء میں بنوانا شروع کیا تھا۔ اور چھ سال کے عرصہ میں اس کی تکمیل ہوئی۔

اس کے بیرونی صحن کے چاروں طرف محرابیں ہیں اور ان پر ۳۰ گنبد قایم کیے ہیں

صحن کے وسط مین فوارہ ہے۔

اس مسجد کا طول ۲۳۸ فٹ اور عرض ۲۱۰ فٹ ہے دیوارون [illegible] ستونون کی وضع اور کٹہرے دارون کی طرز بالکل یکسان ہے۔ اور مقابلہ مین [illegible] مبالغہ کیا گیا ہے۔ کہ کل عمارت مل ملا کر بالکل پھیکی [illegible] کے ارد گرد روغنی تختیان لگا کر کسی قدر خوبصورتی پیدا کر دی ہے [illegible] کی مسجد کو جیسا ہونا چاہئے اُس کا عشر عشیر بھی نہین [illegible] عمارت [illegible] شتر مرغ کے انڈے گنبد کی [illegible] مین اور [illegible] ہوئے ہین

اندلس کی نسبت بادشاہ سکندر [illegible] ذرا بڑے گنبد اور [illegible] بیچ گنبد [illegible] سب کے نیچے [illegible] گنبد [illegible] آتا ہے۔

سب سے پہلے [illegible] کے چھ مینار سے بلند [illegible] فساد برپا کر دیا [illegible] صرف بیت اللہ شریف [illegible] آخر اس کا [illegible] کعبۃ اللہ مین ایک [illegible]

اس مسجد کے گرد ایسے بڑے بڑے درخت ہین کہ [illegible] دکھائی نہین دیتے۔ [illegible] درخت مین چار سو برس [illegible] چلے آتے ہین۔

سلاملق اور نماز جمعہ

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء آج قسطنطنیہ کے بازاروں شاہراہوں سڑکوں اور گلی کوچوں میں ایک غیر معمولی ہل چل گہما گہمی اور رونق نظر آرہی ہے جس طرف جائیے اور جدہر نظر اٹھا کر دیکھیے آدمیوں کی کثرت اور تماشائیوں کا مجمع نظر آرہا ہے۔ ہجوم خلائق کا عجیب عالم ہے۔ سڑکوں پر

سلاملق ترکی زبان میں سلاملق کے معنی سلام کرنے کے ہیں قسطنطنیہ میں یہ رسم زمانۂ قدیم سے سلاطین عثمانیہ نے قائم کی تھی جو اس وقت تک برابر جاری ہے۔ اور رسوم سلطنت کا ایک جزو بن گئی ہے سلطان عبدالحمید خان ہر جمعہ کو قصر یلدیز کے قریب کی مسجد حمیدیہ میں نماز ادا کرتے تھے اور وہیں رسم سلاملق ادا ہوتی تھی۔ اس سے صرف اسلام و شان و شوکت ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ارکان سلطنت امراء دولت فوج۔ رعایا و برایا کے دلوں میں اپنے بادشاہ کی طرف سے ہر ہفتہ جوش وفاداری و اطاعت گزاری تازہ ہوتا رہتا ہے۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جن کی رسائی دربار شاہی تک ہونا ناممکن ہے۔ وہ بھی جمعہ کے دن بارگاہ خسروی میں عرض حال کر سکتے ہیں۔ اور درخواستیں بھی پیش کر سکتے ہیں۔

سلطان محمد خامس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے کسی خاص مسجد کو مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ مشہور مساجد میں سے کسی ایک کو زیادہ تر رسم کے لیے ہر وقت انتخاب کر لیا جاتا ہے۔ اس میں دو فوائد ملحوظ ہیں ایک یہ کہ سلطان المعظم بلوائیوں کے حملہ سے محفوظ رہیں اور دوسرے ہر بڑی مسجد میں باری باری سے یہ رسم ادا ہو تو اس سے شوکت اسلام کا اظہار ہو اور شہر کی مسجدوں کی رونق و آرائش دن دونا ترقی ہو۔

ٹھیٹھ کے ٹھٹھ کھڑے ہیں اور محو تماشہ ہیں۔

یہاں اسوقت یہہ آدمیون کے ہجوم اور جگھٹے صرف اسوجہہ سے ہین کہ سلطان المعظم ہرجمعہ کو کسی ایک مسجد مین جو پہلے سے انتخاب کرلیجاتی ہے۔ نماز جمعہ پڑہنے کیلئے رونق افروز ہوتے ہین۔ آج بھی یوم جمعہ ہے اور رسم سلاملق کا محل طولمہ باغچہ کے قریب کی مسجد مین ادا ہونا قرار پایا ہے۔ چنانچہ اسوجہہ سے خاص شہر کے باشندے آس پاس کے رہنے والے ملک ملک کے مسافر دور دور کے سیاح جو حسن اتفاق سے آج یہان موجود ہین سب کے سب جلوس سلطانی اور موکب ہمایونی کے دیکھنے کے مشتاق نظر آرہے ہین۔

واقعی اس موقع پر قسطنطنیہ مین تماشائیون کا جم غفیر ہوتا ہے اس سے قلب انسانی پر اسلام کی شان وشوکت اور عظمت وجلال کا خاص اثر پڑتا ہے اور یہہ رسم اپنی دلچسپی اور اثر مین بے مثل ہے۔ اسوقت اسکے دیکھنے کے لیے اکثر معزز تماشائی ٹکٹ لیکر بیٹھے ہوئے ہین بہت سے یورپین سیاح بھی اجازت حاصل کر کے ایک خاص مقام پر جمع ہین۔ فوج کی آراستگی بھی قابل دید ہے اور انتظام کی غرض سے سپاہی محل شاہی سے دور دور تک صف باندھکر کھڑے ہوے ہین اور منتظر ہین کہ موکب ہمایون کی آمد آمد کی اور سلطان کے قصر شاہی سے برآمد ہونیکی ذرا بھی خبر سنیں تو تمام راستے روکدین۔

مین ہوٹل مین عربی لباس پہنے ہوے نماز جمعہ اور رسم سلاملق مین شریک ہونے کیلئے تیار تھا سفارتخانہ انگلشیہ کیطرف سے ایک ملازم جو میرے ساتھ جانیکے لئے متعین کیا گیا تھا آیا اور مین گاڑی مین سوار ہو کر محل شاہی کے قریب کی مسجد مین جہان رسم سلاملق ادا

ہونے والی تھی۔ گیا۔ مسجد میں پہنچکر سلطان المعظم کے ملازمین خاص اور امام صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے قہوہ پلایا اور ہم سب لوگ سلطان المعظم کی آمد کے انتظار میں ایک ایسے کمرہ میں جہاں سے سارا شاہی ہوئی بخوبی دکھائی دیتی تھی۔ جا کر بیٹھ گئے۔ چونکہ میں نماز میں بھی شریک ہونیوالا تھا اسلئے مجھے اس خاص کمرہ میں حاضر رہنے کی عزت بخشی گئی۔

یہاں کی مساجد میں مقام خطیب بمقابلہ ہندوستان کی مساجد کے زیادہ بلند ہوتا ہے تاکہ لوگ دور دور تک آواز بخوبی سن سکیں۔ یہہ مسجد بہت ہی آراستہ ہے اور اسکی زیبائش و آرائش قابل دید ہے۔

نماز جمعہ کے وقت سلطان المعظم کی آمد آمد کا غل ہوا اب جلوس شاہی آہستہ آہستہ قصر شاہی سے نکلکر مسجد کیطرف آتا ہوا نظر آیا اور ترکون کے قومی نعرے "چوق یشا"[له] کی آوازیں دلی جوش اور خلوص قلبی کیساتھہ ہر طرف سے بلند ہوئیں اور مشتاقان جمال سلطانی بصد ادب سلام بجالائے موکب سلطانی کے مسجد میں داخل ہوتے ہی موذن نے تکبیر کہی اور صدائے "اللہ اکبر" سے در و دیوار گونج اٹھے۔

خلیفۃ المسلمین ہمراہیان نے فوقانی حصہ مسجد میں نماز ادا کی۔ ہم سب نیچے امام کے قریب تھے۔ نہایت ہی حضوری قلب اور خشوع و خضوع کیساتھہ نماز پڑہی اور خطبہ سنا۔

سلطان المعظم کے حضور میں باریابی

له۔ اس جملہ کے معنی ترکی زبان میں ہیں "ہمارا بادشاہ زندہ رہے"

بعد نماز جمعہ خلیفۃ المسلمین سلطان محمد خامس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کمرہ شاہی میں جو مسجد کے
قریب ہی ملا ہوا تھا تشریف لے گئے اور اپنی شاہانہ عنایت سے مجھے یاد فرماکر فخر
باریابی اور شرف دست بوسی بخشا اور از راہ بندہ نوازی تقریباً بیس منٹ تک سفر حجاز
بیت اللہ شریف اور ہندوستان وغیرہ کا ذکر فرماتے رہے۔

سلطان المعظم مجھ سے کبھی زبان فارسی میں گفتگو فرماتے تھے اور کبھی بذریعہ مترجم
زبان ترکی میں سوال کرتے تھے اور میں حسب موقعہ اُن کے سوالات کے جواب ادا کرتا تھا
ختم ملاقات پر خلیفۃ المسلمین نے بالطاف خسروانہ عہدہ داران شاہی سے جو اسوقت حاضر
تھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس عاجز کو تبرکات خلافت کی زیارت و جواہر خانہ و محلات
شاہی کی سیر کرائی جائے اس فرمان سلطانی کو سنکر عہدہ داران حضوری نے سر تسلیم خم کیا اور
اُسوقت سے انتظام کرنا شروع کر دیا اور مجھ سے یہ بھی کہا کہ متعاقب وقت معین کرکے اطلاع دیجائیگی و
ایک افسر بھی بھیجا جائیگا جو آپکو سب چیزیں دکھائیگا اور مقامات کی سیر کرائیگا۔

اس باریابی کے بعد چند اور عہدہ داران سے بھی جو اسوقت یہاں موجود تھے میری
گفتگو ہوتی رہی ان میں سے اکثر فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبان جانتے تھے اسلئے مجھے
ترکی زبان نہ جاننے سے کسی نوع کی دقت نہوئی۔ یہاں سے ہم اپنی قیام گاہ پیرا ہوٹل تک
کو واپس گئے۔

ممالک اسلامیہ میں اخوت اسلامی بھی بڑا زبردست اثر رکھتی ہے اور عموماً ترک
تو بہت ہی باخلاق ہوتے ہیں خصوصاً ہندوستانیوں کیساتھ جو شخص اسلامی ہمدردی

دجوش عقیدت سے سفر دور و دراز طے کرکے قسطنطنیہ پہنچتے ہین۔ بہت ہی محبت اور مہربانی واخلاق سے پیش آتے ہین۔ ہندوستان کے مسلمان بھی دوسرے ممالک کے مسلمانون کیساتھ ایسا ہی برتاؤ کرین تو کیا اچھا ہو۔

سہ پہر کو بعض قسطنطنیہ کے ذی اخلاق احباب ہمسے ملنے کے لئے آئے اور بوقت ملاقات سب نے بادیانی کی مبارکباد دی۔

اسمٰعیل کمال بے ممبر پارلیمنٹ جو ہمارے ساتھہ پیرا پیلیس ہوٹل مین مقیم ہین ان کیوجہ سے ہماری ملاقات ور لبط اُن کے عزیز صفی الدین بے سے بڑھگیا ہے۔ انہون نے آج ہمین اپنے مکان پر دعوت مین مدعو کیا تھا اور زنانہ و مردانہ دعوتین منعقد کی تھین۔ چنانچہ شام کو ہم وقت مقررہ پر مع اسمٰعیل کمال بے بعد مغرب ان کے مکان پر پہنچ گئے اور ڈنر مین شریک ہوئے۔ بیگمصاحبہ زنانہ ڈنر مین مدعو کی گئین تھین اسلیے وہ بھی تشریف لے گئین چونکہ بیگمصاحبہ (مسز سر بلند جنگ) خاندان مغلیہ سے ہین۔ اسلئے ترکی خواتین نے انہین اپنے ہی زمرہ مین سمجھا اور بہت محبت واخلاق کیساتھہ پیش آئین۔ مردانہ و زنانہ ڈنر مین انواع واقسام کے کھانے ترکی اور انگریزی اس ملک کے دستور کے مطابق تھے ان مین سے اکثر بہت ہی لذیذ اور خوش ذائقہ تھے۔

ترکی بیبیان زبان عربی مین بیگمصاحبہ سے باتین کرتی تھین اگرچہ ایک عیسائی میمصاحبہ بھی مدعو تھین جو زبان انگریزی و عربی مین بخوبی گفتگو کرسکتی تھین۔ مگر چونکہ بیگمصاحبہ خود عربی دان ہین۔ اور زبان انگریزی بھی جانتی ہین اسیلئے خواتین کریم صاحبہ سے کچھہ زیادہ مدد نہین لی۔

سب نے عربی بول کر کام چلایا۔ ختم دعوت پر زنانہ اور مردانہ مین کمسن بچون نے خوش آمدید کے گیت گائے۔ زنانہ مین خواتین نے پیانو بجایا اور انہون نے ترکی گیت بھی گائے۔

بیگمصاحبہ نے میزبان خاتون کی استدعا پر اپنے والد ماجد نواب سرور الملک بہادر کی اپنی تصنیف کردہ غزلین پڑھین اور ترک خواتین زبان ہند کے اشعار سنکر محظوظ ہوئین زنانہ جلسہ مین قدیم اور جدید لباس پہننے والی بیبیان شریک تھین۔ بیگمصاحبہ کی فرمایش کرنے پر خواتین ترک نے ایک بی بی کو دلہن کے کپڑے پہنا کر ترکی طریقہ دلہن بنانے کا بتایا غرضکہ اسطرح سے یہہ پُر لطف اور مسرت بار جلسے ختم ہوئے اور ہم پیرا پلیس ہوٹل کو واپس آئے

۲۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء ہم نے صبح کا وقت آج سیر و تماشہ مین صرف کر دیا۔ سہ پہر کو ہم حماد پاشا وزیر اوقاف کے دولتخانہ پر گئے انہون نے ہماری خاطر بہت ہی پر تکلف چائے نوشی کی دعوت ترتیب دی تھی۔ یہان بھی زنانہ مین عربی زبان سے کام چلایا گیا۔ پاشا موصوف نے ازراہ محبت واخلاق دعوت دیتے وقت ہی ڈنر مین بھی شریک ہونے کیلئے اصرار کیا تھا۔ لیکن ہمنے زیادہ تکلیف دینا پسند نہین کیا۔ چونکہ آج شب کو ارمنی لوگون کا جلسہ بال (رقص) ہونیوالا تھا اسلیئے بعد چائے نوشی ہم پاشا موصوف سے رخصت ہوکر ہوٹل مین آئے۔ یہان شب کو ارمنیون کا جلسہ بال جو بہت ہی پُر لطف تھا۔ رات بھر رہا۔

باب پنجم

قصر قدیم اور قسطنطنیہ کی عدالتون وغیرہ کی سیر

۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء آج ہم صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر بیٹھے تھے کہ محل شاہی کے ایک

عہدہ دار آئے اور بیان کیا کہ سلطان المعظم کے حکم خاص سے آپکو تبرکات خلافت کی زیارت کرائی جائیگی - ہم اس مژدۂ فرحت اثر کو سنکر جلد تیار ہو کر اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے اور قصر قدیم پیچک محل کے احاطہ مین دروازہ چشمہ سرد سے داخل ہوئے - یہہ محل بلحاظ اپنے منظر کے نہایت ہی دلفریب اور خوشنمائی مین بےمثل ہے - یہان محل کے ملازمین ہم سے نہایت ہی ادب کیساتھ پیش آئے اور ایک نہایت عالیشان کمرہ مین جسکی آرائش و زیبائش قابل دید ہے - ہمین لیجاکر بٹھایا - کچھہ دیر بعد سونیکی مرصع پیالیون مین ہمارے لیئے قہوہ لیکر آئے اور جڑاؤ سگریٹ کیس مین سگریٹ پیش کیئے - ہم نے یہان کی عمارتین دیکھین جو بلحاظ قدامت کے بجز ایک دو کے سب کی سب سلاطین قدیم کی یادگار مین ہین - ان عمارتون مین سب سے قدیم دروازہ کی بائین جانب تھیوڈوسیس[1] کے ستون ہین جنھین سنہ ۲۶۹ع مین کلوڈیس[2] نے گاتھون[3] پر فتح نمایان حاصل کر کے بطور یادگار کے تعمیر کیے تھے - سامنے ہی سیدھے ہاتھہ کیطرف باب ہمایون ہے اور اسکے نزدیک ہی شاہی دار الضرب اور سینٹ آئرینی[4] کا گرجا ہے -

باب ہمایون کے باہر ایک خوشنما عربی وضع کی عمارت بنی ہوئی ہے - یہان سلطان محمد سوم کا چشمہ ہے ہم نے اسے دیکھا اور بانئے چشمہ کے نام پر ایصال ثواب کیغرض سے

---

[1] Column of Theodosius [2] Claudius.

[3] Goths [4] Church of St. Irene

فاتحہ پڑھی۔ اور شمشاد کے درختوں کے جھنڈ مین سے ہوتے ہوئے باب سعادت سے گزر کر دیوان عام کی اس مشہور عمارت کو دیکھا جسے سلطان سلیمان اول نے تعمیر کیا تھا۔ یہان سے ہم اُس مقام پر پہنچے جہان جواہر خانۂ شاہی کی عمارت ہے۔

یہان ہم نے ایک بہت ہی خوشنما سونے کا مرصع تخت دیکھا جسے سلطان سلیم اول ایران کے شاہ اسمٰعیل کو ۱۵۱۴ء مین شکست دیکر لائے تھے۔ یہہ زمانۂ قدیم کی صناعی کا بہترین نمونہ ہے اور بیش بہا جواہرات سے مرصع ہے۔

یہان سلطان مراد چہارم کے وہ اسلحۂ جنگ بھی رکھے ہوئے ہین جو انہون نے تسخیر بغداد کیوقت ۱۶۳۸ء مین زیب تن کئے تھے۔ اسی جگہ ایک خوشنما طلائی مرصع صراحی بھی رکھی ہوئی ہے جسمین دو ہزار تراشے ہوئے ہیرے کے ٹکڑے لگے ہوئے ہین ہمنے یہان ایک پیتل کا پیالہ بھی دیکھا جسپر چاندی کا نہایت ہی عمدہ عربی طرز کا کام کیا ہوا ہے اور جسپر قایدبے کا نام کندہ ہے۔ یہہ شاہان مملوکیہ مصر کا ہے۔ بزنطین۔ رومی۔ اور عربی عہد کے قدیم سکے بھی یہان رکھے ہوئے ہین! اسی جگہ سلاطین قدیم کے تاج قدیم اسلحہ اور بہت سے بیش بہا جواہرات بھی ہمنے دیکھے ہے اُس کمرہ کو بھی دیکھا جہان بادشاہونکی تخت نشینی کے وقت رسم تاجپوشی ادا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کمرہ دیکھا جہان خاندان شاہی کے بچون کی رسم تسمیہ خوانی ہوتی ہے۔ یہہ کمرے نہایت ہی خوشنما اور بے مثل ہین اور آرایش و زیبائش کے لحاظ سے تو اپنا نظیر آپ ہین۔ اس کے بعد ہم نے وہ مکان دیکھا جہان سلطان سلیم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابین اور قران مجید رکھے ہوئے ہین۔ یہان سے ہم مسجد



خرقہ شریف مین گئے۔ اب ظہر کا وقت ہوگیا تھا۔ یہان ہم نے جماعت کیساتھ نماز ادا کی۔ پھر اُس کمرہ مین گئے جہان خرقہ[۵۱] شریف رکھا ہوا ہے۔ یہہ کمرہ نہایت ہی شاندار ہے اور اُس کے چارون طرف کلام پاک لکھا ہوا ہے۔ دروازہ پر سبز پردہ پڑا ہوا ہے۔ محافظ کمرہ نے ایکطرف سے پردہ اُٹھایا ہم اندر گئے کمرہ کے اندرونی حصہ مین سنہری جالی کا کٹہرا بنا ہوا ہے اور اُس جالی پر جو پردہ پڑا ہوا ہے اُسپر بھی آیات قرانی لکھی ہوئی ہین۔ مگر اندر جانیکا حکم نہین ہے۔ خرقہ شریف چاندی کے بکس مین رکھا ہوا ہے ہم نے اُسکی زیارت کی اور اُسکے اُلٹے پاؤن واپس ہوئے۔ علاوہ ازین آنحضرت صلعم کا علم[۵۲] مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی جا نماز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شملہ اور اسلحہ وغیرہ بھی رکھے ہوئے ہین ان سب تبرکات کو ہم دیر تک دیکھتے رہے۔

کہتے ہین کہ یہہ تبرکات سلطان سلیم اول یہان لے آئے تھے۔ اور اُسیوقت سے سلطان المعظم قسطنطنیہ خلیفۃ المسلمین قرار پائے۔ ان تبرکات کی زیارت کیلئے ہر سال پندرہ رمضان المبارک کو سلطان المعظم خود بھی تشریف لاتے ہین لیکن کٹہرہ کی طلائی جالی کے اندر جانیکا حکم نہین ہے۔ یہہ اُسیوقت کھلتا ہے جب کوئی نیا سلطان تخت نشین ہوتا ہے۔

سلہ۵۱ یہہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مشہور چوغہ ہے جو آنحضرت صلعم نے عرب کے مشہور شاعر کعب ابن زہیر کو ایک قصیدہ کے صلہ مین عطا فرمایا تھا۔ یہہ قصیدہ اب قصیدہ بردہ اولی کے نام سے مشہور ہے۔

سلہ۵۲۔ زمانہ قدیم مین خلفا و سلاطین اسلام جنگ کے وقت اس علم مبارک کو اپنی فوجون کے آگے تبرکاً رکھا کرتے تھے۔ اور اُس رایت ہمایون برکت کی بدولت دشمنان اسلام پر فتح و نصرت حاصل کرتے تھے۔

عمارات

ان عمارتون کے حصون کو بھی دیکھا جو اب تک منہدم ہوتے اور آفات ارضی وسماوی سے بچگئے ہین چنانچہ اب ہم سلسلہ وار ان قدیم محلات شاہی کے حالات ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ کرتے ہین ۔

قدیم محلات شاہی | سلطان المعظم کے محلات نہایت شاندار اور بلند مقامات پر استنبول کی آبادی سے دور بنے ہوے تھے یہان کی بلندی سے نہایت شاندار اور پر فضا منظر نظر آتا تھا۔

قدیم محلسرا مین داخل ہونیکے لیے استنبول کی تنگ گلیون مین سے گزرنا پڑتا تھا لیکن یہان آنے کے بعد محلسرا کی شان وشوکت دیکھکر عقل حیران ہوجاتی تھی شمشاد کے درختون کے جھنڈون کے درمیان جہان قسطنطنیہ کا قدیم شہر واقع تھا قسطنطنیہ کے گنبد ومینار صاف نظر آتے تھے یہان ایک زمانہ مین سلاطین عثمانیہ سکونت گزین تھے - اور عیش وعشرت و مشرقی تکلفات کے پورے سامان نظر آتے تھے ۔ ان شاندار محلات اور ان کے سنگ مرمر اور تہ ری کوشکون مین ہر قسم کے پھولون کے باغات فوارون کی رونق وغیرہ سے الف لیلہ کے قصون کے مانند یہ شہر بھی ایک طلسمی شہر معلوم ہوتا تھا ۔

سلطان عبدالمجید خان نے قدیم محلسرا کو چھوڑکر ان عالیشان محلات مین قیام کیا جن کو ان کے والد مرحوم نے آبنائے باسفورس کے کنارے تعمیر کرایا تھا - اسیوجہ سے قدیم محلسرا رفتہ رفتہ ویران اور منہدم ہوتی چلی گئی - ایک دفعہ آتش زدگی نے بھی اسکو بہت نقصان

Kaask The Old Seraglio.

پہنچایا۔ اور اب صرف بیرونی مکانات کے سوا دمین اور کچھہ نشان باقی نہین ہی شہر پناہ کی دیوار پر چند توپین چڑھی ہوئی ہین۔ اور ادن مین متعدد دروازے بنے ہوئے ہین۔ مگران مین سب سے زیادہ مشہور ایک دروازہ ہے جو باب ہمایون کے نام سے موسوم ہے۔ یہہ خلسرا کے دروازون مین سب سے بڑا دروازہ ہے۔ اس کے ہر دو جانب مختلف عمارات بنی ہوئی ہین۔ مثلاً خزانۂ عامرہ۔ اصطبل شاہی۔ سلح خانہ۔ دارالضرب وغیرہ۔

سلح خانہ | سلح خانہ کا مکان جو اس وقت تک موجود ہے بزنطین[1] گرجا کی عمارت مین سے جو ایک زمانہ مین سینٹ[2] آیرنی کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ اُس کو فتح کرنے کے بعد سلح خانہ کے کام مین لائے اسی مقام پر بہت سے شہرون کی قدیم کنجیان رکھی ہوئی ہین جنکو سلاطین عثمانیہ نے فتح کیا تھا۔

دوسرے صحن مین داخل ہونے کے بعد یہان نہایت قدیم ہتھیارون کا ایک عمدہ ذخیرہ لگا ہوا ہے جو سلاطین عثمانیہ کی یادگار ہین جن کو انھون نے خونریز لڑائیون کے وقت استعمال کر کے اپنی بہادری کا نمایان ثبوت دیا تھا۔ اس مقام پر بڑے بڑے وزرا اور امیر قید کئے جاتے تھے جنپر عتاب شاہی ہوتا تھا اور یہان اُن کو موت کا حکم سنایا جاتا تھا اور نشانۂ تیر بنائے جاتے تھے۔

اس راستہ کے بائین جانب جو دروازہ تھا اُسکا نام دروازۂ درمیانی[3] تھا۔

---

[1] Byzantine. Church [2] St. Irane

[3] Orta Kapu.

دوسرے صحن مین سوائے سلطان کے دوسرا شخص سوار ہو کر داخل نہین ہو سکتا تھا اور وہان سلطان عموماً گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لاتے تھے صحن مین صرف راستہ پر پتھر کا فرش کیا گیا تھا۔ اور زمین کے بقیہ حصہ مین گھانس لگی ہوئی تھی۔ اور اطراف مین شمشاد کے درخت سایہ فگن تھے۔ اور ان مین فوارے چھوٹا کرتے تھے۔ جا بجا سنگ مرمر کے ستون لگے ہوئے تھے نقارخانہ عام بھی اسی مقام پر واقع تھا۔ تمام صحن مین دائین جانب دفاتر اور باورچیخانہ تھے۔ اور بائین جانب منجملہ دیگر عمارات کے محافظ خانہ اور دیوان کا ہال (بڑا کمرہ) تھا۔ بڑے خواجہ سرا کا دفتر بھی اسی مقام پر تھا۔ توشہ خانہ مین ہر قسم کے خلعتون کا ذخیرہ موجود رہتا تھا۔ اور جن شخصون پر سلطان المعظم کی عنایت مبذول ہوتی تھی انکو خلعت مرحمت کیا جاتا تھا۔

ہر ہفتہ مین ایک معینہ روز پر دیوان کے کمرے مین ایک انصاف کی کمیٹی منعقد ہوتی تھی جسکے صدر وزیر اعظم ہوتے تھے جسمین سلطان کی رعایا مین سے ہر ایک فرد کو اگر کوئی شکایت کرنا ہوتی تو وہان حاضر ہو کر بیان کرنے کی عام اجازت دی جاتی تھی۔ یہان مدعی و مدعا علیہ دونون بذات خود حاضر ہو کر اپنے مقدمات کی پیروی کیا کرتے تھے اور وزیر اعظم ان مقدمات کے فیصلے صادر کرتے تھے۔ چونکہ یہان سے ایک خفیہ راستہ سلطان المعظم کے محل تک جاتا تھا اور اکثر فیصلہ کرتے وقت اس بات کا خوف رہتا تھا کہ شاید سلطان المعظم پس پردہ کھڑے ہوئے مقدمات کی کارروائی کو سنتے ہون۔ اسلیے ہمیشہ انصاف کو مدنظر رکھکر مقدمات کا فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔

دیوانخانہ کے قریب سفیرون کا کمرہ تھا جہان سلطان المعظم ممالک غیر کے بادشاہون کے

ایلچیون کی عرض معروض سماعت فرمایا کرتے تھے۔

آغایان بیرون | محلسرا کے بیرونی حصہ مین بیہ : دو قون مکان واقع تھے اور عام طور پر بنے ہوئے تھے۔ ان مین دن کے وقت افسرون محافظون اور ملازمین وغیرہ کا ایک مجمع کثیر جمع رہتا تھا اور یہہ لوگ آغایان بیرون کے نام سے منسوب کئے جاتے تھے اور ان مین سے کسی شخص کو بھی تیسرے ہال مین جہان سے کہ سلطان المعظم کے خاص دفتر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے داخل ہونیکی اجازت نہین تھی۔

آغایان اندرون | اس اندرونی حصہ کا انتظام آغایان اندرون کو سپرد تھا یعنے ان کو غلامان کے چار مکانات اور خواجہ سراؤن کی دو پلٹنون کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔

باب السعادت[۱]

"باب السعادت" سے گزرنیکے بعد ایک عجیب و غریب منظر نظر آتا تھا یہان بہت بڑا مستطیل صحن [illegible] ایک وسیع باغ تھا جہان [illegible] سلسل چھوٹی [illegible] عمارتین [illegible] تھین سب سے مشہور [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تھین۔ خاص طور پر [illegible] فوارہ [illegible] تھا اور [illegible] محلسرا کی مسجد کتب خانہ

۱ Gate of Felicity.

غلامون کے شاندار کمرے۔ خواجہ سراؤن کے مکانات پرفضا حمام۔ شاہی خزانہ سب قابل دید عمارتین تھین۔

خزانۂ شاہی خزانۂ شاہی مین بیش قیمت جواہرات موجود تھے جن کی چمک سے آنکھہ خیرہ ہوتی تھی۔ مختلف اقسام کے قیمتی تحائف جو دیگر ممالک کے بادشاہون نے سلطان کے پاس بھیجے تھے موجود تھے

۱۵۷۴ء مین ایک مرتبہ خزانۂ شاہی مین آتشزدگی کی وجہہ سے نہایت بیش قیمت سامان تلف ہوگیا تھا۔ یہان تک کہ قدیم بائزنٹیم[^ک] کے خزانہ کا ذخیرہ اور کتب خانۂ میتھیاز کا ونیئس[^ک۲] بھی آگ کے نذر ہوگیا۔ گر سلطان سلیمان کے زمانہ سے ان چیزون مین دوبارہ اضافہ کیا گیا۔

شاہی حرم سرا محلسرا کے تیسرے حصہ کے آگے ایک نہایت عالیشان دیوار تھی اس مین داخل ہونیکے لئے صرف ایک راستہ تھا۔ چار دروازہ تھے ان مین دو برنجی اور دو لوہے کے تھے جہان شب و روز حبشی خواجہ سرا پہرا دیتے رہتے تھے۔ اسکے آگے ایک بڑا وسیع باغ تھا جس کا سلسلہ سمندر کی دیوار تک چلا گیا تھا یہان شاہی حرم سرا کی متعدد عمارتین تھین حرم شاہی مین سلطان المعظم کے سوا کوئی دوسرا مرد داخل نہین ہو سکتا تھا۔ نیز بڑے خواجہ سرا کو بھی اندر داخل ہونیکے لیے شاہی

[^ک]: Old Byzantium

[^ک۲]: The library of Mathias Corvinus.

اجازت لینی ضرور تھی۔

ہر ایک بیگم یا خانم کے لئے ایک علیحدہ محل مقرر تھا جس مین دس بارہ کمرے ہوتے تھے اور متعدد پرستارین اون کی خدمت کے لئے مقرر ہوتی تھین۔

دوسری بیگمات کے لئے اون کے مرتبہ اور حشمت کے موافق مکانات مقرر ہوتے تھے۔

آغایان بیرون آغایان اندرون | محلات شاہی کا انتظام آغایان بیرون و آغایان اندرون کے سپرد ہوتا تھا۔

آغایان بیرون کے سپرد بیرونی دو محلات کا انتظام ہوتا تھا۔

بوستان جی باشی | بوستان جی باشی یعنے باغبان خاص کی خدمت نہایت اعزاز کی ہے جو شخص اس خدمت پر مقرر ہوتا تھا وہ محلات شاہی کا منتظم اور سلطان المعظم کے باغات اور محلات موسم گرما کا نگران [illegible] ہوتا تھا۔ بحیرۂ مارمورا اور آبنائے باسفورس کے ساحلوں بحیرۂ [illegible] سے [illegible] تک کی نگرانی اوس کے سپرد ہوتی تھی اور ان مقامات پر کوئی شخص بغیر اجازت نہ تو کوئی جدید تعمیر کر سکتا تھا اور نہ کسی عمارت [illegible] سکتا تھا۔

قسطنطنیہ کے مضافات کے جنگلات کا [illegible] ہوتا تھا شکارگاہ شاہی اور میر ماہی کی خدمت بھی [illegible] ہوتا تھا۔

اِس اقتباس کے پڑھنے سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ زمانۂ قدیم میں سلاطین کیسی شان و شوکت سے رہتے تھے اور لوازمات شاہی میں ایسی ایسی چیزین داخل تھیں جن کو سُنکر عقل حیران ہوتی ہے۔

اگرچہ موجودہ زمانہ بھی تکلفات سے خالی نہین ہے مگر اس زمانہ کی آرائش اور ہی کچھ تھی اور اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ انقلاب زمانہ سے ہم کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ جو سلاطین جاہ و حشم مین ایک زمانہ پر اپنا سکہ حکومت جما چکے تھے اب اون کی صرف یادگار ہی باقی رہگئی ہے یہی وجہ ہے اب ان محلات مین کوئی سلطان سکونت نہین رکھتے ہین بلکہ دوسرے مقامات پر جدید محلات تعمیر ہوچکے ہین۔

قسطنطنیہ کی عدالتین اور جدید یونیورسٹی

| اسٹنبول ۱۹ نومبر ۱۹۱۰ء | آج ہم استنبول مین مکانات عدالت دیکھنے کے لئے گئے

نجم الدین بے صاحب وزیر عدالت سے ہماری ملاقات ہوئی یہ علم مشرقی کے عالم ہین یہ بہت ہی نیکنام اور فہمیدہ شخص ہین مزبان ترکی [illegible] بذریعہ ترجمان ہین وہ ہم سے بذریعہ ترجمان بہت دیر تک باتین کرتے رہے انھون نے عدالتون کے اجلاس بھی مجھے دکھلائے ہین وہ تین اجلاسون یعنی ابتدائی دوم (اپیل) پر ججون کے ساتھ تھوڑی تھوڑی دیر بیٹھکر وکلاء کی بحثین سنتا رہا

چونکہ اکثر جج مصروف بکار تھے اور صدر اعلیٰ اتفاق سے آج موجود نہ تھے اس لئے مجھے صرف دو تین ججون سے جو اس وقت تک اجلاس پر نہ گئے تھے بات چیت کرنے کا موقعہ ملا ابھی تک یہان ججون کی تنخواہین ایسی نہین ہین کہ ملک کے لائق ترین اشخاص ججی کی طرف متوجہ ہون لیکن ہر چیز مین اب ترقی اور اصلاحین ہو رہی ہین اس سے امید ہے کہ عدالتون کی حالت بھی بہت جلد بہتر ہو جائے گی ۔ مینے یہان کے دفتر اور کتب خانہ کو بھی ایک نظر دیکھا اس مکان مین پہلے کوئی امیر رہتے تھے یہہ نہایت ہی شاندار ہے لیکن سب چیزین ابتدائی حالت مین ہین ۔

عدالتون کے دیکھنے کے بعد ہم جدید یونیورسٹی دیکھنے کیلئے گئے ۔ اس کی ابتدا سنہ ۱۹۰۹ء مین ہوئی ہے اور اب یہہ ایک امیر کے محل مین منتقل ہوئی ہے لیکن یورپ کی تعلیم گاہون کے مقابلہ مین تو یہہ کچھ بھی نہین ہے تاہم سلطنت عثمانیہ مین تعلیم کا چرچا گھر گھر ہے اور ابتدائی و اعلیٰ تعلیم مین روز افزون ترقی ہو رہی ہے اور اب جس طریقہ پر انتظام ہو رہا ہے وہ نہایت غنیمت ہے ہم اکثر عہدہ داران یونیورسٹی سے بھی ملے ان مین بعض بہت ہی قابل اشخاص ہین اس وقت قانونی لیکچر جو وہان ہو رہے تھے اون کو بھی سنا اور پروفیسر سے بھی ملاقات کی یہہ ایک لایق شخص ہین جو عہدہ دار مجھے مہربانی فرما کر ان مقامات کو دکھا رہے تھے

انھون نے وعدہ کیا تھا کہ نامون کی صحیح فہرستین مجھے عنایت فرمائین گے کیونکہ اس قدر صاحبون سے مجھے نیاز حاصل ہوا کہ اون سب کے اوصاف بیان کرنے کی اس مختصر کتاب مین گنجایش نہین۔

ہمنے یہان جس قدر دفاتر دیکھے اُن سب کی حالت بالکل ہی قائم کردہ انسٹی ٹیوشنز کی سی ہے مگر آثار ترقی کے نمایان ہین۔

دوپہر کے کہانے وغیرہ سے فارغ ہوکر ہم بڑے نرکی بازار کی سیر کے لئے گئے اور شام تک مختلف دکانون کی سیر اور خرید و فروخت کرتے رہے

باب ششم

باسفورس کی سیر

یکم فروری سنہ ۱۹۱۰ع ہم آبنائے باسفورس (کی سمت ایشیائی) دیکھنے کیلئے گئے استنبول کے پل پر سے ٹکٹ لیکر جہاز مین سوار ہوئے۔ جب جہاز بندرگاہ سے گزرتا ہے تو وہ تمام مشہور عمارات جو لب ساحل واقع ہین نظر آتی ہین اور اون کے مناظر نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین

(۱) سب سے پہلے ایک مینار نظر آتا ہے جو حال مین تعمیر کیا گیا ہے

Asiatic Side.

جس کا نام قز کلیشی[1] یا میڈان ٹاور ہے۔

(۲) بہار بلگرلو[3] کے راستہ مین لڑکیون کے پڑھنے کے لئے امریکن کالج بنا ہوا ہے مشرقی لڑکیون نے یہان بہت ترقی کی ہے اور سیکڑون لڑکیان بی اے کی ڈگری حاصل کر چکی ہین۔

(۳) یہان سے کچھہ تھوڑے فاصلہ پر شمشاد کے درختون کا ایک جنگل ہے وہان بیوق مزارستان[4] یعنے ترکون کا ایک بڑا قبرستان ہے قسطنطنیہ کے عثمانیہ فرقہ کے لوگ اس وجہہ سے کہ یہہ زمین ایشیائی سرحد مین واقع ہے یہان دفن ہونا بہت ثواب خیال کرتے ہین۔

کیونکہ ایک زمانہ مین یہہ لوگ ایشیا ہی سے آکر سکونت گزین ہوئے تھے

مسجد چینیلی[5] | جو ۱۶۴۰ء مین تعمیر ہوئی تھی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہے یہان ہمنے نماز ظہر پڑھی اسی مقام پر حال وقال والے رفاعی درویشون کے فرقہ کا ایک تکیہ ہے یہان ہر پنجشنبہ کو اُن کی ایک مجلس منعقد ہوتی ہے۔

ہمارا ارادہ اون کی مجلس مین شریک ہونے کا تھا لیکن اس دن اور کامون کی وجہہ سے سہ شنبہ کو ہم وہان گئے۔ صرف مکان ہی مکان دیکھا۔

---

[1] Kiz Kuleshi — [2] Maiden's tower

[3] Bulgurlu — [4] Buyuk Mezaristan

[5] Chinili Mosque

مسجد جامع	جہاز کے لنگر انداز ہونے کی جگہہ ایک جامع مسجد ہے

جس کو ترکی مین بیوق جامع[۵۱] کہتے ہین۔

یہہ مسجد ۱۵۸۴ع مین ذومی عظمت سلطان سلیمان نے اپنی لڑکی مہر ماہ کی یادگار مین تیار کروائی تھی۔

پہاڑ بلگرلو	بلگرلو پہاڑ کی چوٹی کے جنوبی ڈھلان پر سقوطری واقع ہے۔

یہان کا منظر نہایت شاندار اور دلفریب ہے۔

بائزنٹائن۔ کے زمانہ مین اس پہاڑ پر متعدد پارک اور تفریح کے مقامات بنے ہوئے تھے

سقوطری	مشرقی شہرون مین ایک مشہور مقام ہے قسطنطنیہ کی آبادی اور شہرت

مین زیادتی ہونے کی وجہہ سے سقوطری کی رونق مین کسی قدر فرق آگیا ہے

سقوطری کے نام کی وجہہ تسمیہ یہہ خیال کی جاتی ہے کہ یہان ایک زمانہ مین سقوطاری[۵۲] فوج یا ڑہال بردار رہا کرتی تھی۔ مگر بعض مورخین کا یہہ خیال ہے کہ لفظ عسکر[۵۳] دراصل ترکی لفظ نہین ہے بلکہ ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنے شاہی فوج کے ہین۔

حسکوئی یا خوجونجوق[۵۴]	یہودیون کا ایک گاؤن ہے اور یہان سردار ربی[۵۵] کے

[51] Beyuk Djami. [52] Shield-bearers or Scutari
[53] Usker. [54] Hass Kouy or Counjouk [55] Chief Rabbi

رہنے کا سرکاری مکان ہے۔

بیلربی[۵] - راستہ مین ایک ترکی گاؤن بھی نظر آتا ہے جس مین سلطان عبدالعزیز کا بنوایا ہوا ایک سنگ مرمر کا محل نہایت مشہور ہے۔ یہہ محل دریا کے کنارے پر بنا ہوا ہے اور سنگ مرمر کی سیڑھیان لب سمندر تک بنی ہوئی ہین اس کے پیچھے ایک خوبصورت باغ ہے محل مین نہایت عالیشان اور شاندار کمرے بنے ہوئے ہین اور ترکی طریقہ پر سجائے گئے ہین شہزادی یوجین[۵] جب ۱۸۶۹ء مین سلطان کی مہمان ہوئین تو اسی محل مین فروکش ہوئی تھین

کنڈیلی[۵] - ہین انگریزون کی ایک چھوٹی بستی ہے اس کی چوٹی کے قریب ایک اسٹیشن ہے جب آبنائے باسفورس کے قریب کسی مقام پر یا شہر مین آگ لگ جاتی ہے تو یہان سے توپون کے ذریعہ سے اطلاع دی جاتی ہے۔

وینیکوئی[۵] - کی پہاڑی پر چڑھکر دیکھنے سے آبنائے باسفورس کا بہترین منظر نظر آتا ہے جبکہ سورج کی آخری سرخ شعاعین بوقت غروب استنبول کے مینارون پر پڑتی ہین اور وہ پہاڑیان جو سیاہ شمشاد کے گنجان درختون سے ڈھکی ہوئی ہین فاصلہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی کے ہر دو جانب قلعہ کی دیوارون کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے

یہہ نظارہ چاندنی مین بھی نہایت دل فریب نظر آتا ہے اور اس کی کیفیت احاطہ

---

۵ Beylerbey ۵ Empress Eugine. ۵ Candilli ۵ Vanikeui

تجرپرسے باہر ہے۔

سمندر کے کنارے کنارے سلطان المعظم کے محلات کا سلسلہ دُور تک چلا گیا ہے جن مین سے اب بہت زیادہ خراب وسمار ہوگئے ہین اور اپنی بربادی کا منظر دکھا رہے ہین خصوصًا چاندنی مین ان کی چمک بھیانک اور ڈراونی معلوم ہوتی ہے۔ ایشیا کے آب شیرین[۵۱] کی گھاٹی مین لوگ جمعہ کے روز تفریحًا جاتے ہین اور مختلف قسم کے جلسے کرتے ہین۔

بیکوز[۵۲] آبنائے باسفورس کے کنارہ پر ایک چھوٹا گاؤن ہے۔ ایک بڑا کاغذ سازی کا کارخانہ اور سنگ مرمر کا محل سلطان محمد علی کا بنوایا ہوا یہان موجود ہے۔
بیکوز کے مقام پر گرمیون کے موسم مین تفریحًا جانا بہت بھلا معلوم ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی دعوتین بھی یہان دی جاتی ہین۔

جبل شیاطین پر جانے کے وقت یہان سے گزرنا مناسب ہے کیونکہ اس پہاڑ پر سے بحر اسود[۵۳] اور آبنائے باسفورس کا نظارہ نہایت پرلطف معلوم ہوتا ہے۔

اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک چھوٹی مسجد اور ایک بیس[۲] فیٹ لمبی قبر بنی ہوئی ہے یونانیون کا یہ خیال ہے کہ انیکس[۵۴] بادشاہ ببرسینز کی قبر ہے۔

ترکون کی روایت کے موافق حضرت یوشع بن نون کی قبر یہان ہے۔ روایت

---

۵۱ Sweet Waters of Asia — ۵۲ Beicos

۵۳ Black Sea. — ۵۴ Anycus. King of the Hebryces

مشہور ہے کہ یہہ ایک غیر معمولی قد و قامت کے تھے اور وہ ساحلون پر پاؤن رکھکر کھڑے ہو جاتے تھے اور جہاز اون کے پاؤن کے نیچے سے ہو کر گذر جایا کرتے تھے

اناطولی قواغ ابنائے باسفورس کی بندرگاہ ہے جسکے قریب روشنی کا مینار ہے۔ یہان قرنطینہ کے دفتر ہین اور جو جہاز یہان سے بحر اسود مین داخل ہوتا ہے اسکی اطلاع دفتر مین کرنی پڑتی ہے غرض ہم خوب سیر کرنے کے بعد شام کو اپنے قیام گاہ واپس آئے۔

۲ر فروری سنہ ۱۹۱۱ء آج صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم سمت یورپ کے ساحل کو گئے جو ابنائے باسفورس کے ایک جانب واقع ہے یہہ نہایت عمدہ اور قابل دید ہے باسفورس[1] دیکھنے کا عمدہ طریقہ یہہ ہے کہ استنبول کے پل پر سے جہاز مین[2] بیٹھکر سیر کے لئے روانہ ہون

---

[1] باسفورس کے لغوی معنی یونانی مین "راہ گاو" ہین زمانۂ قدیم کا ایک قصہ ہے کہ جوپیٹر دیوتا نے آیو کو بچھڑا بنا دیا تھا اور وہ اس مقام پر ڈوب گیا۔ اسی لئے یہہ جگہہ باسفورس کہلانے لگی ترکی مین اس کو بوغاز کہتے ہین جس کے معنی "درہ" ہین۔ کیونکہ ایشیائی اور یورپ مین ساحل کے پہاڑون مین یہہ مقام حد فاصل ہے۔ اس کا طول تقریباً بیس میل اور عرض زیادہ سے زیادہ دو میل ہے۔

[2] ان اسٹیمرون کا ہیڈ کوارٹر غلطہ کے پل کے قریب ہوتا ہے۔

ہمنے بھی سیر کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا۔

چنانچہ جن مقامات کا ذیل مین حال لکھا جاتا ہے وہ جہاز پر سے نظر آتے ہین۔

استنبول کے پل پر سے مختلف قوام کے لوگ انواع واقسام کا لباس پہنے ہوئے گذرتے نظر آتے ہین اور دور سے یہہ نظارہ نہایت پرلطف معلوم ہوتا ہے

گودی جدید پل اور توپ خانہ کے درمیان سمندر کے کنارے پر بنائی گئی ہے وہ نہایت عمدہ ہے دفتر حفظان صحت کے قریب زمانہ سابق مین ایک بینار [۵۱] تھا جس پر سے لڑائی کے وقت بھاری بھاری زنجیرین استنبول تک اس وجہہ سے ڈال دی جاتی تھین کہ غنیم کے جہاز گولڈن ہارن [۵۲] شاخ زرین مین داخل نہ ہوسکین۔ گودی کے اختتام پر غلطہ کا محصول خانہ [۵۳] ہے۔ یہین شاہی توپ وبندوق واسلحہ سازی کا کارخانہ [۵۴] بھی ہے۔ اس کارخانہ مین بند وقین تلوارین تفنگچہ وغیرہ وغیرہ توپون کی گاڑیان بنائی جاتی ہین اور توپون پر صیقل بھی کیا جاتا ہے یہان ایک سنگ مرمر کا فوارہ ہے یہہ فوارہ سلطان احمد ثالث نے بنوایا تھا علاوہ ازین یہان سلطان محمود ثانی کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی ہے

---

[۵۱] سلطان محمد ثانی نے جب ۶۔ اپریل ۱۴۵۳ء کو حملہ کرکے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تھا۔ تو اس بینار سے زنجیرین ڈالکر بندرگاہ کا راستہ روک دیا گیا تھا اسلئے لاچار ہوکر اسکو خشکی مین جہاز چلاکر قسطنطنیہ مین لانے پڑے۔

[۵۳] Galata Custom house [۵۲] Golden Horn

[۵۴] Imperial Arsenal.

جس کے عہد حکومت مین ماہ جون سنہ ۱۸۲۶ع مین جان نثاریون کو شکست ہوئی تھی بازار کے دوسری جانب توپ خانہ کی بارگین فندوقلی[51] (ایک ترکی بازار) مین بنی ہوئی ہین اس کی پشت پر وزیر توپ خانہ کا دفتر اور ایک جنگی مدرسہ ہے

سفارت جرمنی کا محل سنہ ۱۸۷۷ع مین تعمیر ہوا ہے جو نہایت خوشنما اور بلندی پر واقع ہے۔

مقبرۂ خیر الدین پاشا — آنبلے باسفورس پر ایک بڑے بازار[52] مین خیر الدین پاشا کا مزار ہے۔ ان کو اہل یورپ ترکی باربروسا[53] کہتے تھے۔ یہہ شخص ابتدا مین ایک بحری لٹیرا تھا آخر کار اس کی طاقت اور اثر بہت زیادہ ہونے کی وجہہ سے سلطان سلیمان نے بحر متوسط اور اس کے گرد و نواح کے جزائر اوس کے تحت مین کر دیے اور اوس کو بحری اختیارات وزیر اعظم کے مساوی دیے گئے اس نے ساحل شمالی آفریقہ کی بحری طاقت کو نہایت قوی بنا دیا اور اس کو سلطان کی ماتحتی مین داخل کر دیا۔ خیر الدین پاشاہ کا انتقال سنہ ۱۵۴۶ع مین ہوا۔

محل چراغان — محل چراغان[54] سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اسکی تعمیر سلطان عبد العزیز کے

---

[51] Fundukli.

[52] اس بازار کو بشکطاش کہتے ہین جسکے معنی گہوارہ والی مسجد کے ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ خیرالدین پاشا کی قبر جو یہان واقع ہے بالکل گہوارہ کی شکل کی ہے۔

[53] Turkish Barbarossa

[54] سلطان عبد الحمید خان ثانی نے بھی اس محل مین رہنے کی اجازت بعد معزولی چاہی تھی لیکن یہ درخواست نامنظور ہوئی۔

زمانہ مین ہوئی یہہ محل نہایت شاندار تھا۔ سلطان عبدالعزیز کے معزول ہونیکے بعد اون کی آخری درخواست یہہ تھی کہ اون کو اسی محل مین سکونت کی اجازت دی جائے یہہ منظور بھی ہوگئی مگر معزول شدہ سلطان کو کچھہ زیادہ عرصہ تک یہان رہنا نصیب نہین ہوا وہ یہان ایسی حالت مین پائے گئے جبکہ تمام شاہ رگین کٹی ہوئی تھین اور اون سے خون جاری تھا۔ اسی وقت اُن کو قریب کی عمارت مین منتقل کردیا گیا جہان بتاریخ ۴؍ جون سنہ ۱۸۷۶ع ان کا انتقال ہوگیا۔ بعدازان اس محل مین سلطان مراد نے جو سلطان عبدالعزیز کے بعد تخت نشین ہوئے سکونت اختیار کی مگر بوجہہ خرابی صحت ۳۱؍ اگست سنہ ۱۸۷۶ع کو معزول کردئے گئے ہمارے پہنچنے سے چند روز قبل یہہ محل جل کر خاکستر ہوگیا تھا۔

مسجد حمیدیہ ۱؎ یہہ مسجد سلطان عبدالحمید خان نے تعمیر کروائی تھی جو قصر یلدز کے قریب واقع ہے۔ سلطان عبدالحمید خان ہر جمعہ کو اس مسجد مین نماز جمعہ اور رسم سلاملق ادا کرتے تھے۔ مگر موجودہ سلطان المعظم محمد خان خامس ایداللہ ملکہ و سلطنتہ نے اس طریقہ کو تبدیل کردیا ہے اور اب باری باری سے بڑی مساجد مین نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اور جلوس سلطانی کا انتظام بروقت کردیا جاتا ہے ہم جس جمعہ کو سلطان المعظم کے سلام کو حاضر ہوئے اوس روز آپ نے مسجد ینی والدہ مین جو قصر لالہ باغچہ کے قریب واقع ہے نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔ اس کے قریب ایک مربع سطح زمین پر

۱؎ Hamidia Mosque.

گھنٹہ گھر بنا ہوا ہے۔ یہہ ایک خوبصورت عمارت ہے جس کو سلطان عبدالحمید خان کی والدہ مکرمہ نے تعمیر کروایا تھا۔

مسجد ینی والدہ ۵۱ | یہہ مسجد والدہ سلطان عبدالعزیز نے ۱۲۸۱ع مین تعمیر کروائی ہے جو بلحاظ عمارت و موقع نہایت شاندار اور پر فضا ہے اور طولمہ باغچہ کے قریب اورٹی کوی پوئینٹ ۵۲ پر واقع ہے۔ اسی مقام پہ دو جدید عمارتین واقع ہین جو ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہین یہہ مکانات سلطان عبدالحمید خان کی صاحبزادیون کے رہنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ ان کی دوسری جانب وزیر بحری کی زنانیات کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ ما سوا دو چار عمارتون کے توپ خانہ کے کنارے کی تمام عمارات و محلات وغیرہ سب ملک شاہی ہین۔

ببک ۵۳ | ببک مین باغ عامہ ہے جہان کہ پہلے ملاقات کی کوشک ۵۴ واقع تھی اسی مقام پر سلطان المعظم اپنے وزرا اور سفیرون وغیرہ سے زمانہ سابق مین خفیہ طور پر ملاقاتین کیا کرتے تھے۔ باغ کے شرقی جانب حلیم پاشا کے خاندان کا محل ہے او۔ خدیو مصر کی والدہ کا گرمائی محل ہے۔ گاؤن مین انگریزون اور جرمنیون کی بستیان ہین۔

رابرٹ کالج | دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر بڑے مینار کے قریب رابرٹ کالج ہے

۵۱ Yeni Validah Mosque. ۵۲ Ortakeui point.
۵۳ Bebek. ۵۴ Kiosk of conferences

جو ریورینڈ سائرس ہملن۔ ڈی۔ ڈی۔[ف۱] اور مسٹر سی رابرٹ[ف۲] نے تعمیر کروایا تھا یہہ
نیویارک کا سوداگر تھا اور اس نے ایک بہت بڑی رقم سے کالج کی امداد کی تھی
یہان مختلف اقوام کے طلبا رتعلیم پاتے ہین۔ کالج کے متعلق ایک عجائب خانہ بھی
ہے۔ آبنائے باسفورس اور مارمورا مین جس قدر اقسام کی مچھلیان پائی جاتی ہین
یہان موجود ہین۔ نیز ترکی مین جس قدر پرند ہین اون کا بھی یہان عجائب خانہ ہے
کالج کے پائین مین ایک چھوٹا سا قبرستان[ف۳] ہے۔ جو ترکون کے نزدیک اس وجہہ سے
زیادہ مقدس مانا جاتا ہے کہ اوس مین وہ ترکی بہادر مدفون ہین جنھون نے سب سے
پہلے یورپین زمین پر قدم رکھکر شہادت کا رتبہ حاصل کیا تھا۔ اسکے آگے بالتالیمان[ف۴]
کی گھاٹی نظر آتی ہے اور وہین بویاجی کوئی[ف۵] کا گاؤن واقع ہے۔

امیرگان اس مقام پر اسمٰعیل پاشا مرحوم خدیو مصر کا گرمائی محل[ف۶] ہے

آبنائے استینیہ آبنائے استینیہ[ف۷] اس وجہہ سے مشہور ہے کہ یہان زمانہ سابق مین

ف۱ Rev. Cyrus Hamlin, D.D. ف۲ Mr. C. Robert.

ف۳ کالج کی عمارت کے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر حاجی بکتاش ولی کا تکیہ ہے۔ جہان اس مشہور فرقہ کے درویش اقامت پذیر ہوتے ہین۔

ف۴ Balta Liman. ف۵ Boyajikeui

ف۶ ایسے مکانات کو ترکی مین یالی کہتے ہین۔

ف۷ Bay of Stenia.

بہت سی بحری لڑائیان ہوچکی ہین۔

بنی کوئی یونانیون اور آرمینیون کا خوشگوار گرمائی مقام ہے آبادی سے کچھہ فاصلہ پر سمندر کے کنارے سفارت آسٹریا کا گرمائی مکان بنا ہوا ہے ایک شاندار اور پر فضا عمارت ہے۔

طرابیہ[۱] اس سے مڑنیکے بعد طرابیہ کا گانون واقع ہے قسطنطنیہ مین جب گرمی کی شدت زیادہ ہو جاتی ہے تو عموماً امرا ورؤسا جو دوسرے مقامات پر بغرض تفریح جانیکی استطاعت رکھتے ہین یہان چلے جاتے ہین۔ یہان کا نظارہ نہایت پر لطف اور آب و ہوا نفیس ہے۔ کیونکہ بحر اسود[۲] سے جو سرد ہوائین چلتی ہین ان سے طرابیہ کے باشندے لطف اُٹھاتے ہین۔ سفیر جرمنی کے موسم گرما مین رہنے کا محل بھی اسی مقام پر بنا ہوا ہے ایک ہوٹل بھی یہان موجود ہے جس کا نام سمر پیلس ہوٹل[۳] ہے۔ اٹلی فرانسیسی۔ و انگریزی سفرونکی موسم گرما مین رہنے کے محلات بھی اس جگہ بنے ہوئے ہین۔ انگریزی سفارت خانہ عین آبنائے باسفورس کے دہانہ پر نظر آتا ہے۔

بیوکدرہ بیوکدرہ[۴] کی گھاٹی (بیوکدرہ کے معنی بڑے کے ہین) یہہ آبنائے باسفورس کے سمت یورپ مین سب سے بڑی گھاٹی ہے جو پہاڑیون کو آپس مین تقسیم کرتی ہے۔ بیوکدرہ کے گانون مین سفیر روس کا شاندار گرمائی محل بنا ہوا ہے

---

[۱] Therapia [۲] Blacksea.

[۳] Summerpalace Hotel [۴] Buyukidereh.

یہان ایک عمدہ گودی ہے جہان موسم گرما مین شام کے وقت بینڈ بجتا ہے۔ گاؤن کے پیچھے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر دیکھنے سے دور دور کا منظر نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے گویا اِسکے بعد اُس طرف خزانۂ آب[۵۱] ہے جس کو ۱۷۳۲ء مین سلطان محمود نے تعمیر کروایا تھا گھاٹی کے اوپر بلگریڈ[۵۲] کا جنگل ہے۔ جہان پہیرا اور باسفورس مین پانی پہنچانیکے لئے پانی کے خزانے بنے ہوئے ہین۔ لیکن آجکل زیادہ تر جھیل ڈرکوز[۵۳] سے پانی بہم پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو بحر اسود کے قریب واقع ہے۔ علاوہ ازین مزار برنو[۵۴] اور ینی محلہ[۵۵] اور روملی قواغ[۵۶] بھی مشہور گاؤن ہین۔ آبنائے باسفورس کے معمولی جہاز قواغ سے آگے نہین بڑھنے پاتے ہین۔ زمانہ قدیم مین بوقت ضرورت ایک زنجیر کے ذریعہ سے جو قواغ پر سے ڈالی جاتی تھی آبنائے باسفورس کا راستہ بند کردیا جاتا تھا۔ ایک روشنی کا مینار علاوہ آبنائے باسفورس کے دہانہ پر بنا ہوا ہے جو ساحل مین پہاڑیون کے خطرہ سے آگاہ کرنے کی غرض سے تیار کیا گیا ہے

| ریوا | ریوا[۵۷] سمت ایشیائی پر واقع ہے۔ یہہ مقامات انگریزی کتب نون کے زیر نگرانی مین قسطنطنیہ اور اس کے مضافات مین اس قدر عمدہ اور پر فضا اور تفریح کے مقامات ہین کہ اُن سب کا فرداً فرداً ذکر کرنا موجب طوالت ہے

[۵۱] Aqueduct. [۵۲] Belgrade [۵۳] Lake Dercos

[۵۴] MezarBurnu. [۵۵] Yeni-Mahallah.

[۵۶] Roumeh Kavak Riva.

باب ہفتم

قصر شاہی طولمہ باغچہ[۱] وغیرہ کی سیر اور قسطنطنیہ سے روانگی

۱۴ فروری ۱۹۱۰ء ایک ملازم شاہی کے ہمراہ قصر شاہی طولمہ باغچہ روانہ ہوئے۔ قصر شاہی کے دروازہ پہنچکر اُس نے ہمارے محل میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کی۔ جس وقت ہم اس محل میں داخل ہوئے اس وقت خفیف بارش ہو رہی تھی ہم جلد جلد قدم بڑھا کر برآمدہ تک پہنچ گئے یہاں کی عمارت کی خوبی۔ باغ کی آراستگی کمروں کی بیش قیمت سامان سے سجاوٹ اور خوبصورتی تحریر میں لانی مشکل ہے۔ تمام چیزیں صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ مختلف مقامات کی سیر کرتے کرتے ہم لب سمندر ایک کمرہ میں جاکر بیٹھے قہوہ طلائی جواہر نگار پیالیوں میں پیش کیا گیا بیش قیمت سگریٹ کیس میں سگریٹ کی تواضع کی گئی۔ ہم قہوہ نوشی میں مصروف تھے کہ ایک خواجہ سرا نے دفعتہً ہم کو یہ خوشخبری سنائی کہ سلطان اعظم ہمکو بار یابی کا شرف بخشنے والے ہیں۔ ایک ترکی افسر ہم کو اپنے ہمراہ لے جانیکے لئے آئے ہم نہایت ادب سے سلطان المعظم خلیفۃ المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے سلطان اعظم نے براہ مرحمت سلطانی ہم کو بیٹھنے کا حکم دیا اور ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو فرمائی اور تقریباً

[۱] ترکی زبان میں اس کو طولمہ باغچہ لکھتے ہیں۔ لیکن اس کا تلفظ دولما باغچہ کرتے ہیں

بیس منٹ تک شرف باریابی بخشا۔ ہم نہایت ادب سے شکریہ ادا کر کے آداب بجا لائے اور رخصت ہو کر اُٹھے تو ہم کمرے سے باہر ہوئے اور محل کی [illegible] سلطانی نے ہم کو اچھی طرح سیر کروا دی۔

قصر طولمہ باغچہ کو سلطان عبد المجید خان نے سنہ ۱۸۵۳ء میں تعمیر کروایا تھا یہ قصر اس قدر خوشنما ہے کہ اگر اس کو باسفورس کا موتی کہا جائے تو [illegible] لب سمندر واقع ہوا ہے [illegible] اندر تک چلی گئی ہے [illegible] اس قصر کے اطراف میں باغ اور دیوارین ہین اور سمندر سے اس کا اندرونی منظر [illegible] نہایت خوشنما نظر آتا ہے

محل کی عمارتوں میں سب سے زیادہ شاندار وہ بڑا کمرہ ہے جس میں تخت سلطانی رکھا ہوا ہے اور نہایت عمدگی کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے جس کے سقف کو کہا جاتا ہے کہ مجموعی لحاظ سے ایسا خوشنما ہال یورپ مین بھی نہین ہے اور اسی مقام پر مشہور مہمانوں سے ملاقات کی جاتی ہے محل سے سطح سمندر تک سنگ مرمر کی خوبصورت سیڑھیاں بنی ہوئی ہین اس محل مین سلطان عبد الحمید خان نے شہنشاہ جرمنی کی ۱۸۹۸ء مین دعوت کی تھی

ایک زمانہ مین سلطان عبد المجید خان اور سلطان عبد العزیز خان اسی محل مین سکونت گزین تھے ۱۸۷۶ء مین سلطان عبد العزیز خان اسی مقام پر معزول

Pearl of the Bosphorus. ۵۱

کئے گئے تھے۔ جب ہم تمام محل کی اچھی طرح سیر کر چکے تو وہان سے روانہ ہوئے۔ شاہی ملازم ہم کو گاڑی تک پہنچانیکے لئے آئے اور سلام کر کے رخصت ہوئے جیسے ہی قصر شاہی کے دروازہ سے باہر نکلے اُسی وقت دوسرے دروازہ سے سلطان المعظم بھی مع زنانہ سواریون کے جلوس کے ساتھ برآمد ہوئے اگرچہ اس وقت تمام راستہ چلنے والون کو روک دیا گیا تھا مگر چونکہ ہم محل ہی سے روانہ ہوئے تھے اس لئے ہماری گاڑی بھی جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی اس کے بعد سلطان تو ایک طرف ہواخوری کو چلے گئے اور ہم یلدز کو دیکھنے گئے۔

قصر یلدز ۵۸

راستہ مین قصر چراغان پڑتا ہے اور ایک سنگ مرمر کے پل پر گزرنا ہوتا ہے جو محل چراغان کو یلدز پارک سے ملاتا ہے۔ سامنے پہاڑ کی چوٹی پر قصر بلند [illegible] (یلدز کے معنی ستارہ کے ہین) یہہ ایک بہت بڑا شاندار محل ہے۔ عمارات کا سلسلہ کوسون تک پھیلا ہوا ہے۔ باغ نہایت خوشنما اور قابل دید ہے۔ سنہ ۱۸۳۲ء مین سلطان محمود نے بشکطاش کی چوٹی پر ایک پارک بنانا شروع کیا تھا جو سلطان عبدالحمید خان کے وقت مین شاہی قیام گاہ اور ایک بڑا محل بنگیا تھا اب خالی پڑا ہوا ہے۔ محل مین داخل ہونیکے لئے ایک فرانک فی آدمی ٹکٹ کی قیمت دی جاتی ہے محل مین اگر گاڑی جائے تو اُس کا محصول کئی فرانک علیحدہ دینا پڑتا ہے لیکن اس محل کو بغیر گاڑی کے دیکھنا دشوار ہے کیونکہ کئی پہاڑون کو

Palace of Yildiz. ۵۸

گھِر کر یہ قصر تیار ہوا ہے علاوہ بریں محل میں جو مختلف عمارات ہیں اُن کے دیکھنے
کے لئے علیحدہ علیحدہ ٹکٹ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکے اکثر کمرون کو جہان
سلطان المعظم عموماً ملاقات فرماتے یا روزانہ دربار کیا کرتے تھے ان کو ہمنے بھی
دیکھا لیکن قصر کا زیادہ حصہ بند تھا اور اس میں سامان برجہہ بند کردی گئی تھیں
پھر بھی جو کچھہ ہمنے دیکھا اُس کی خوبی معرض تحریر میں آنی مشکل ہے کمرے بہت خوبصورت
اور عالیشان ہیں فرش و فرنیچر عمدہ اور نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔
مردہ جانورون کا ایک عجائب خانہ بنا ہوا ہے اور ہر قسم کے زندہ جانور پارک میں
جابجا رہتے ہیں طرح طرح کے تالاب اور چمن اور پہاڑیان بنی ہوئی ہیں جن کا
دیکھنے سے تعلق ہے۔ اس محل میں سے سلطان عبدالحمید خان ثانی کو کبھی باہر
جانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی صرف رمضان المبارک میں مسجد خرقہ شریف کی
زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے جو قدیم محل سرائے میں واقع ہے اور جمعہ کو مسجد
حمیدیہ میں جس کو محل کا جز ہی خیال کرنا چاہیے سلاملق کی رسم ادا فرماتے تھے۔
اور عیدین کو قصر طولمہ باغچہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

سلطان عبدالحمید خان کے عہد حکومت کے حالات یاد کرکے اور محل یلدز
کی موجودہ بے کسی کی حالت دیکھکر میرا دل بھر آیا اور دنیا کی بے وفائی اور شان
کبریائی نظر آگئی تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ خدائے تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔
واپسی کے وقت ہمنے مسجد حمیدیہ میں نماز ادا کی اور حال سجادہ صاحب طریقہ شاذلیہ سے

جو سلطان عبدالحمید خان کے بہت مقرب تھے ملے سجادہ صاحب باوجود نوجوان ہونیکے صالح اور پیر کامل ہین۔ ان کی خانقاہ نہایت عمدہ مقام پر بنی ہوئی ہے۔ ان سے ہم نے اوراد شاذلیہ کی اجازت حاصل کی اور انھون نے ہم کو مطبوعہ کتاب الوارالقدسیہ اپنے والد ماجد الاستاد ابن الاستاد محمد بن محمد حسن ظافر کی مرتب کردہ عنایت فرما کر ہمکو ممنون احسان فرمایا۔

جمعہ ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء | آج صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم مختلف احباب سے ملنے گئے کل یہان سے روانہ ہونے کا ارادہ ہے سامان سفر کی درستی مین مصروف رہے خانقاہ درویشان مولویہ مین جمعہ کی نماز ادا کی اور محفل حال و قال مین شریک ہوئے عجیب لطف آیا جس کا بیان نہین ہو سکتا۔ سجادہ صاحب سے مثنوی شریف کی اجازت حاصل کی وہ نہایت با اخلاق اور متبرک نوعمر درویش ہین۔

شام کے چھ بجے سلطان المعظم نے اپنے ایک افسر خاص حبیب ہمایون ابراہیم آفندی کے ہاتھ ایک عطیہ ہمارے پاس روانہ فرمایا پیرا پیلس ہوٹل کے ڈرائنگ روم مین ہمنے اُن کو نہایت اعزاز سے بٹھایا بیٹھنے کے بعد انھون نے سلطان المعظم کی جانب سے ہمکو دعا پہنچائی بعد ازان ایک ہنڈ بیگ مین سے نکال کر مبارک تحفہ اُنھون نے ہمارے ہاتھ مین دیا ہمنے کھڑے ہو کر نہایت تعظیم کے ساتھ تحفہ سلطانی کو سر پر رکھا پھر چوم کر آنکھون سے لگایا اور سلطان المعظم خلیفۃ المومنین کی عنایت و شفقت کا جو انھون نے ہم پر مبذول فرمائی تھی تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور زبان

فرنچ مین گفتگو کرتے رہے۔ افسر ممدوح تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد رخصت ہوئے میرے لئے ایک سگریٹ کا بیش قیمت طلائی بکس وغیرہ مع کہربا کے سگریٹ ہولڈر کے اور بیگم سر بلند جنگ کے لئے ایک طلائی مرصع گھنٹہ جس مین الماس کی سوئی لگی ہوئی تھی سلطان المعظم نے عطا فرمائے۔ سلطان المعظم کی یہہ سرفرازی تمام پیرا پیلس ہوٹل مین مشہور ہوگئی اور عطیہ شاہی کی شہرت تمام مقامات پر ہوگئی جس کی خبر سنکر سبب لوگ ہمکو مبارکباد دینے آئے۔ قیام قسطنطنیہ کے وقت اکثر اخبارات نے بھی ہمین مسافر خیال کر کے ازراہ مہربانی اپنے خیالات کا اظہار وقتاً فوقتاً ہمارے متعلق کیا۔ ان مین سے اخبار عربی "کلمۃ الحق" کے آخری آرٹیکل کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

ترجمہ

منقول از اخبار عربی کلمۃ الحق۔ استنبول

| مورخہ ۱۲ محرم ۱۳۲۶ھ | چندروز ہوئے ہین کہ فاضل اجل اور مقنن مولوی

[illegible] اپنی بیگم صاحبہ کے (فندق پیرا پلاس) مین تشریف فرما ہین۔ جو مسلمانان [illegible] اور علماء ہند کے ایک ذی وجاہت شخص ہین۔ ان کا استقبال یہان کے بڑے بڑے عالم اور ذی وجاہت اشخاص اور پاکدامن بی بیون نے کیا اور پھر بغیر [illegible] ان کی مجلس علمیہ مین شریک ہوئے جن کی شرکت کو یہان کے حکام

ذی اقتدار نے باعث فخر سمجھا اور آپ مدرسہ الحقوق اور المحاکم میں تشریف فرما ہوئے بعد ملاحظہ نہایت اظہار خوشنودی فرمایا۔ صاحب موصوف نے تحصیل علوم یورپ میں کی پھر سفر تشریف لے گئے تھے۔ جہاں آپ کے والد اجد گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے عدالتوں کی تنقیح کے واسطے مامور تھے اور یہاں زبان عربی کی تکمیل کی پھر ہندوستان کا قصد فرمایا تھا جہاں پر علم و فضل کے موافق بڑا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ ہم اس خبر کو سن کر صاحب معز کے یہاں گئے اور ملاقات کرنیکے بعد آپ کو نہایت وسیع المعلومات اور صاحب الرائے ذہین سمجھدار پایا۔ اب ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ایسے فاضل ہمیشہ عثمانی سلطنت میں آیا جایا کریں۔ آپ کل سفر یورپ کا کرنے والے ہیں جہاں پر آپ نے علوم حاصل کئے خدا آپ کو یہ سفر مبارک کرے اور نیک توفیق دے۔

۵ فروری ۱۹۱۰ء | چونکہ آج قسطنطنیہ سے روانگی کا قصد ہے اسوجہ سے ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم جہاز کا انتظام کرنیکے لئے گئے۔ جہاز کا ٹکٹ وغیرہ ایجنٹ کک کمپنی[له] کی معرفت خرید کیا۔ پیرا پیلس ہوٹل[له] سے لنچ کھانیکے بعد ہم رخصت ہوئے اور پیرا کی عمارات اور بازارات پر ایک آخری نظر ڈالتے ہوئے چار بجے شام کے جہاز میں سوار ہو گئے۔ قسطنطنیہ میں باوجودیکہ قلیل عرصہ تک قیام رہا مگر سلطان اعظم خلیفۃ المومنین کی شاہانہ عنایات ہمکو برابر یاد آتی رہیں گی اور

له Pera Palace Hotel   له Cook and Co

یہان سے روانگی کا ہمکو بہت رنج ہے شام کے سات بجے جہاز روانہ ہوا اور عرصہ
تک ہم ڈک پر سے قسطنطنیہ کی عمارات اور گولڈن ہارن کے منظر کو تارون کی روشنی
مین دیکھتے رہے۔ اس جہاز کا نام جس پر ہم سوار ہوئے سینٹ مارگریٹ تھا ل
اور وہ میکڈول لائن کا جہاز تھا۔ ے یہہ جہاز ایسا عمدہ اور صاف نہ تھا جیسا کہ
بڑی کمپنیون کے جہاز ہوتے ہین کوک کمپنی کے ایجنٹ نے ہمکو اس امر کی اطلاع
نہین دی کہ یہہ جہاز کچھہ اچھا نہین ہے اگر ہم سوار ہونے سے پیشتر جہاز کو دیکھہ
لیتے تو یہہ دقت پیش نہ آتی مگر غنیمت ہے کہ کھانا اچھا ملا ورنہ بہت تکلیف ہوتی
اس جہاز پر کچھہ زیادہ مسافر سوار نہ تھے ہمکو ایک بڑی کیبن قیام کے لیے ملی
جہاز کے ملازمین صرف یونانی زبان بولتے تھے اور کچھہ شایستہ بھی نہ تھے شبکو
ہم آرام سے سوگئے۔ اور ہم اپنے روزنامچہ سیاحت کے اس حصہ کو یہان ختم کرتے ہین۔

Macdowell Line. ے St Margaretta. ل